احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیرالاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

اپریل 2020ء

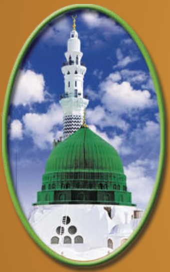

توبہ

ظاہر و باطن میں تبدیلی کا نام ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و تربیتی خطاب

فضائلِ شب برأت

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

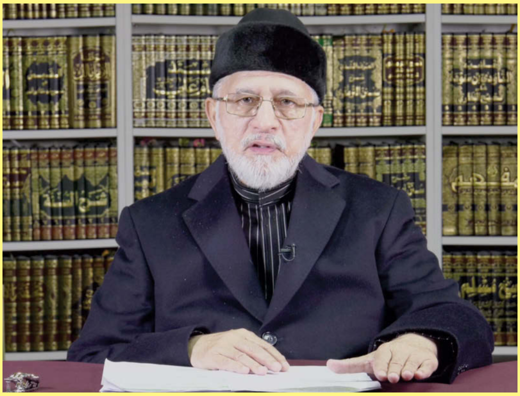

کورونا وائرس

قرآن و سنت کی تعلیمات

نبوی اقدامات اور احتیاطی تدابیر

خصوصی گفتگو

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری

کا دورہ جنوبی پنجاب

منہاج کالج فار ویمن خانیوال

ملتان میں ایجوکیشنل کمپلیکس کا دورہ

”ڈاکٹر طاہر القادری کی علمی فتوحات“

حافظ شفیق الرحمن

کے قلم سے

بیرون ملک منعقدہ قائد ڈے تقریبات فروری 2020ء

بفیضانِ نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیرِ سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

زیرِ نگرانی

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

احیائے اسلام اور امنِ عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد: 34 / شمارہ: 4 / شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ / اپریل 2020ء

چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر: محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر: محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ

محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی

محمد رفیق نجم

مجلس مشاورت

خرم نواز گنڈا پور، احمد نواز انجم

جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان

منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصراللہ معینی

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی، محمد افضل قادری

حسنِ ترتیب

اداریہ: کورونا وائرس: ناجائز منافع خوری، تقدیر اور تدبیر	چیف ایڈیٹر	3
القرآن: توبہ ظاہر و باطن میں تبدیلی کا نام ہے	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	5
دورۂ علوم الحدیث	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	14
الفقہ: آپ کے فقہی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	19
کورونا وائرس: احتیاطی تدابیر ہر صورت اختیار کریں	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	22
فضائلِ شبِ برأت احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں	حافظ ظہیر احمد الاسنادی	27
’’ڈاکٹر طاہرالقادری کی علمی فتوحات‘‘	حافظ شفیق الرحمٰن	31
قائد ڈے تقریبات 2020ء	رپورٹ	35
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ جنوبی پنجاب	رپورٹ: راؤ محمد عارف رضوی	38

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم — گرافکس: عبدالسلام

خطاطی: محمد اکرم قادری — عکاسی: قاضی محمود الاسلام

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info

www.facebook.com/minhajulquran

email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)

minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)

smdfa@minhaj.org (بیرونِ ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے — سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوصِ نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطیٰ جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ وریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیلِ زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور Ext:128 UAN:042-111-140-140

حمد باری تعالیٰ

اللہ مرے مولا اللہ مرے مولا
تجھ کو ہی بڑائی ہے الحمد تجھے مولا

تو مالک و خالق ہے تو وارث و رازق ہے
تیری ہی عنایت سے دنیا یہ چلے مولا

رحمان بھی تو مولا سبحان بھی تو مولا
سب خوب ہیں جتنے بھی اسماء ہیں ترے مولا

سوچوں سے تو آگے ہے اِدراک سے تو بالا
کوئی تجھے کیا سمجھے کیا تجھ سے کہے مولا

تیرے ہی خزانوں سے مخلوق سبھی کھائے
کچھ بھی نہ کمی آئے رہتے ہیں بھرے مولا

تو سب پہ کرم کردے دامان تہی بھر دے
اچھے کہ بُرے ہیں ہم بندے ہیں ترے مولا

تسبیح و ثنا تری بھولے نہ زباں میری
دل یاد رکھے میرا ہر آن تجھے مولا

ہمدآلی بھی اب جائے پیغام اسے آئے
مکہ و مدینہ کے لُوٹے یہ مزے مولا

(انجینئر اشفاق حسین ہمدآلی)

آمدِ مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا

ترا نام راحتِ قلب و جاں، تری یاد کیف و سرور ہے
ترا درد روح کی روشنی، ترا ذکر نکہت و نور ہے

تو حبیبِ ربّ کریم ہے، تو قریبِ ربّ رحیم ہے
کروں حق ادا تری نعت کا، مرے فہم و فکر سے دور ہے

تو سفیرِ وسعتِ لامکاں، میں اسیرِ سرحدِ جسم و جاں
جو عیاں ہے تیری نگاہ پر وہ مری نگاہ سے دور ہے

تری گفتگو ہے کلامِ حق، تری ہر نظر ہے پیامِ حق
تو حبیبِ ربّ قدیر ہے تو رسولِ ربّ غفور ہے

تری بیکراں ہیں عنایتیں، تری اَن گنت ہیں نوازشیں
مری صبح میں، مری شام میں، ترے نور ہی کا ظہور ہے

مجھے رکھنا اپنی نگاہ میں، مجھے رکھنا اپنی پناہ میں
مجھے خوفِ عالمِ دوں نہیں، مجھے خوفِ یومِ نشور ہے

مری زندگی کی جو شام ہو مرے لب پہ تیرا ہی نام ہو
بڑے احترام و خلوص سے یہ دعا خدا کے حضور ہے

(طفیل ہوشیارپوری)

اداریہ

کورونا وائرس: ناجائز منافع خوری، تقدیر اور تدبیر

تادمِ تحریر کورونا وائرس کے اثرات اور اس کے پھیلاؤ کا خوف بدستور قائم ہے۔ اس سے قبل پاکستان ہی نہیں دنیا کی تاریخ میں کسی وباء سے نمٹنے کیلئے اس نوع کے غیر معمولی ہنگامی اقدامات بروئے کار لانے کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ یورپ کے بعض ممالک مکمل لاک ڈاؤن کی زد میں آئے دیگر ترقی یافتہ ممالک میں بھی نظامِ زندگی مفلوج ہو کر رہ گیا۔ پاکستان میں بھی کورونا وائرس کی روک تھام کے لیے غیر معمولی اقدامات اٹھائے گئے، حکومت نے سکول، کالج، یونیورسٹیز کو بند کرنے کا فیصلہ کیا، اسی طرح شادی ہالز اور سیاسی، سماجی تقریبات کو بھی بین کر دیا گیا اور دفعہ 144 نافذ کر کے عامۃ الناس کو چھوٹے، بڑے اجتماعات کے انعقاد سے روک دیا گیا۔ ان غیر معمولی اقدامات پر کچھ طبقات جن میں پڑھے لکھے لوگ بھی شامل تھے، انہوں نے اولیائے اللہ کے مزارات کی عارضی بندش، مساجد میں عبادات کے عمل کو محدود کرنے، شادی بیاہ کے پہلے سے طے شدہ فنکشن ملتوی کیے جانے کی سرکاری ہدایات پر تنقید کے نشتر برسائے اور حفاظتی اقدامات پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ پڑھے لکھے حضرات بھی اس بات پر فکر مند نظر آئے کہ سماجی تعلقات، باہمی میل جول، مصافحہ، معانقہ ترک کر دینا کہاں کی حکمت عملی اور احتیاطی تدابیر ہیں؟

ابھی ابہام کی اس گرد نے سر اٹھایا ہی تھا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کورونا وائرس سے بچاؤ اور نبوی طریقہ کار، احکامات اور اقدامات پر روشنی ڈال کر نہ صرف اسلامیانِ پاکستان بلکہ ملتِ اسلامیہ اور پوری انسانیت کی رہنمائی کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس اہم موقع پر بلاتاخیر اپنا علمی، فکری، انسانی کردار ادا کرتے ہوئے اردو اور انگریزی میں کورونا وائرس سے بچاؤ کے لیے انتہائی مفید معلومات مہیا کیں جنہیں سوشل میڈیا کے ناظرین نے بے حد سراہا اور بروقت اور درست معلومات کی فراہمی پر اظہارِ تشکر کیا۔ جو احباب کم علمی کی وجہ سے اسے مذہبی اور مسلکی مسئلہ بنانا چاہتے تھے شیخ الاسلام نے ان کی فکری رہنمائی کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے نہ صرف صحت کے بین الاقوامی اداروں اور حکومتوں کی طرف سے جاری کی جانے والی ہدایات پر عملدرآمد کرنے کی تنبیہ کی بلکہ وباء کے پھوٹنے پر احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کو سنتِ نبوی قرار دیا۔ شیخ الاسلام نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی متفق علیہ احادیث کے حوالہ سے احتیاطی تدابیر کے تناظر میں عارضی مدت کے لیے غیر ضروری میل ملاپ اور اجتماعات سے گریز کرنے کو عین نبوی تعلیمات قرار دیا۔ شیخ الاسلام نے اس ضمن میں بتایا کہ ایک موقع پر وفد ثقیف اسلام قبول کرنے کی غرض سے ثقیف سے مدینہ منورہ آیا اور جب آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ وفد میں شامل ایک شخص متعدی مرض جزام میں مبتلا ہے تو آپ ﷺ نے وفد کو پیغام کہلوا بھیجا کہ آپ کا بیعت ہونا قبول کر لیا گیا، آپ وہاں سے لوٹ جائیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس اقدام اور حکم سے قیامت تک کے لیے انسانیت کو وبائی امراض سے بچنے کا ایک ایسا رہنما طبی اصول مہیا کر دیا جسے آج کی جدید سائنس بھی ایک حفاظتی قدم کے طور پر نہ صرف تسلیم کر رہی ہے بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بالکل اسی طرح ابہام اور تشکیک کو دور کیا جس طرح دہشتگردی کے منہ زور فتنہ کے موقع پر مسلمان کے ہاتھوں مسلمان کے ناحق قتل کو شر، کفر اور فتنہ قرار دیا اور خودکش دھماکوں کی پس پردہ باطل فکر کو اسلام اور قرآن و سنت کی تعلیمات سے جدا کر دیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کورونا وائرس کے پھیلاؤ اور حکومتی ہدایات آنے سے بہت پہلے اپنے کارکنان اور ذمہ داران کے ذریعے پوری ملتِ اسلامیہ اور انسانیت کی رہنمائی کی اور سب سے پہلے تحریک منہاج القرآن کے سالانہ تربیتی، اصلاحی پروگرامز موخر کر دیئے حالانکہ ان پروگرامز کی تیاری مہینوں پہلے کی گئی تھی اور ان پروگرامز کی تیاری اور انعقاد پر کثیر رقم بھی خرچ ہو چکی تھی لیکن انہوں نے انسانیت کے تحفظ اور بقاء کیلئے

کسی قسم کی جذباتیت کو آڑے نہ آنے دیا اور دوٹوک رہنمائی کرتے ہوئے حفاظتی اقدامات بروئے کار لانے کی ہدایت کی۔ انہوں نے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ہدایت دینے کے ساتھ ساتھ ایک اہم مسئلہ بھی انتہائی خوبصورت الفاظ کے ساتھ حل کر دیا کہ تقدیر کو تدبیر کے ساتھ خلط ملط کرنا درست نہیں ہے، تقدیر ایک اور موضوع ہے جبکہ تدبیر ایک جدا موضوع ہے۔

ذخیرہ اندوزوں کیخلاف کارروائی اور بانی پاکستان کی فکر

ہماری قوم کا یہ عجب المیہ اور نفسیات ہے کہ کسی بھی امتحان، آزمائش اور بحران کے آنے پر ذخیرہ اندوزی کے مرتکب ہوتے ہوئے مصنوعی مہنگائی پیدا کر دیتے ہیں۔ آج جب پوری قوم کورونا وائرس کی وبا کی صورت میں ایک کڑے امتحان اور تکلیف سے گزر رہی ہے تو یہ طبقہ ان حالات میں بھی اپنے مکروہ دھندے میں مصروفِ عمل ہے۔ ایسے ذخیرہ اندوزوں کے خلاف آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے۔ بلاشبہ آفات اور بحرانوں کے مواقع پر اشیائے خوردونوش اور اشیائے ضروریہ کو مارکیٹ سے غائب کر دینے والے اور اصل قیمت سے زائد طلب کرنے والے انسانیت کے دشمن، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نافرمان ہیں۔ ایسے نافرمانوں، سرکشوں، قانون شکنوں کے ساتھ ملکی قوانین کے تحت سخت سے سخت ایکشن لینا چاہیے۔ ذخیرہ اندوز قدرتی آفات سے دو چار انسانیت کے لیے مزید خطرات پیدا کرتے ہیں، ایسے عناصر کسی رو رعایت کے مستحق نہیں ہیں بلکہ ہم موجودہ حکومت کو یہ تجویز دیتے ہیں کہ ذخیرہ اندوزوں اور ناجائز منافع خوروں کے خلاف دہشتگردی کی دفعات کے تحت مقدمات درج ہونے چاہئیں اور ان کے مقدمات خصوصی عدالتوں میں چلنے چاہئیں۔ ابھی حال ہی میں ہم نے دیکھا کہ میڈی کیٹڈ ماسک اور ہینڈ واش سینیٹائزر جو انتہائی معمولی نرخوں پر مارکیٹ میں موجود تھے جیسے ہی کورونا وائرس کی وباء نے سر اٹھایا اور حکومت نے سینیٹائزر اور ماسک استعمال کرنے کو احتیاطی تدابیر میں شامل کیا تو انسانی زندگی کو تحفظ دینے والی یہ اشیاء مارکیٹ سے غائب کر دی گئیں اور اس کے ناجائز منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں نے کئی سو گنا نرخ بڑھا دیئے۔ ناجائز منافع خوروں کا یہ اقدام انسانیت پر براہ راست حملہ ہے، ایسے عناصر کے خلاف دہشت گردی کی دفعات کے تحت مقدمات بھی درج ہونے چاہئیں، ان سے کاروبار کرنے کے لائسنس بھی منسوخ کر دینے چاہئیں اور ان کے خلاف انتہائی سخت اور مثالی کارروائی شروع کر دینی چاہیے۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ تحریکِ پاکستان سے لے کر پاکستان کے نظام معاشرت، معیشت اور نظام مملکت تک کے خدوخال کے ضمن میں قرآن وسنت سے فکری رہنمائی لیتے تھے اور لاتعداد مواقع پر انہوں نے اپنے فکری اور نظریاتی ماخذ کا فخریہ تذکرہ بھی کیا۔ بانی پاکستان نے پہلی قانون ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے اقربا پروری، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی کو ایک لعنت قرار دیا اور اس کے مضمرات سے آگاہ کیا اور اس سے بچنے کی تنبیہ کی۔ بانی پاکستان کا موقف تھا کہ ذخیرہ اندوز ناجائز منافع خوری کے لیے دوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں۔ اس سماجی برائی کی روک تھام حکومتوں کی اولین ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا سطور میں کہا گیا کہ بانی پاکستان اپنی فکر کا ماخذ قرآن وسنت کو قرار دیتے تھے، اس ضمن میں قرآن مجید میں سورہ ال عمران میں اللہ رب العزت فرماتا ہے: ”اور جو لوگ اس (مال و دولت) میں سے دینے میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے وہ ہرگز اس بخل کو اپنے حق میں بہتر خیال نہ کریں، بلکہ یہ ان کے حق میں برا ہے“۔ ایک اور موقع پر سورۃ الھمزہ میں اللہ رب العزت فرماتا ہے: ”(خرابی و تباہی ہے اس شخص کیلئے) جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھتا ہے، وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی دولت اسے ہمیشہ زندہ رکھے گی، ہرگز نہیں! وہ ضرور حطمہ (یعنی چورا چورا کر دینے والی) آگ میں پھینک دیا جائے گا“۔ سورۃ البقرہ میں اللہ رب العزت فرماتا ہے: ”جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی لیکن ان کی تجارت فائدہ مند نہ ہوئی اور وہ (فائدہ مند اور نفع بخش سودے کی) راہ جانتے ہی نہ تھے“۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زمینی، آسمانی آفات سے محفوظ و مامون رکھے اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر ان کی روح کے مطابق عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ (چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی)

توبہ ظاہر و باطن میں تبدیلی کا نام ہے

دنیاوی فلاح، اخروی نجات کا دارومدار توبہ پر ہے

تمام کبائر اور صغائر گناہوں سے توبہ کرنا واجب ہے

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

ترتیب و تدوین محمد یوسف منہاجین: معاون محبوب حسین

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ. (النور، ۲۴: ۳۱)

''اور تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو اے مومنو! تاکہ تم (ان احکام پر عمل پیرا ہوکر) فلاح پا جاؤ''۔

ہم میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی زندگی اللہ رب العزت کی تعلیمات کے ساتھ آراستہ ہو جائے۔۔۔ وہ غفلت اور ہلاکت کے گڑھوں سے نکل آئے۔۔۔ زندگی میں آخرت کو دنیا پر ترجیح مل جائے۔۔۔ دنیا کے مال و دولت پر بھروسے کی بجائے اللہ پر توکل مضبوط ہوجائے۔۔۔ زندگی سے حسد نکل جائے۔۔۔ اللہ کی تقسیم پر خوش دلی سے راضی ہوجائے۔۔۔ دل میں اعمالِ صالحہ کی محبت مستحکم ہو جائے۔۔۔ دل کو استغناء اور تقویٰ نصیب ہوجائے۔۔۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ ساری تبدیلی کہاں سے شروع کی جائے۔۔۔؟ اس لیے کہ ہر تبدیلی کا کوئی نہ کوئی نقطۂ آغاز ہوتا ہے جہاں سے اس تبدیلی کا سفر شروع ہوکر اپنی انتہا و کمال کو پہنچتا ہے۔

زندگی میں اس نوعیت کی تبدیلی کہ جس سے انسان کا ظاہر و باطن سنور جائے، اس کا نقطۂ آغاز توبہ ہے۔ توبہ غفلت کا احساس پیدا ہوجانے کا نام ہے۔۔۔ توبہ اِس بیداریٔ شعور کا نام ہے کہ بندے کو احساس ہوجائے کہ اس کی زندگی ہلاکت، نقصان اور خسارے میں ہے اور وہ اللہ کی نافرمانی اور معصیت کے سبب اپنی آخرت تباہ کر رہا ہے۔ اِس خسارے و نافرمانی کا ادراک و احساس پیدا ہو جانا اور اللہ سے دور ہونے اور اُس کی قربت سے محروم ہونے کا شعور بیدار ہو جانا ''توبہ'' ہے۔

توبہ زبانی کلمات کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک شعور ہے جو ہمیں اِس امر کا ادراک دیتا ہے کہ ہم اندھیرے میں ہیں۔۔۔ پھر یہ ادراک ہمارے اندر یہ تشویش پیدا کرتا ہے کہ مجھے اندھیرے سے نکل کر روشنی کی طرف جانا ہے۔۔۔ میں ہلاکت اور تباہی میں ہوں اور مجھے نجات اور فلاح کی طرف جانا ہے۔۔۔ میں اللہ سے دوری پر ہوں اور مجھے اللہ کے قریب ہونا ہے۔۔۔ میں جہنم کی راہ پر جا رہا ہوں جبکہ مجھے اللہ کی جنت کی طرف جانا ہے۔۔۔ میں اللہ سے ناراضگی کی راہوں پر ہوں جبکہ مجھے اللہ کی رضا اور خوشنودی کی طرف جانا ہے۔ جب تک یہ احساس بیدار نہ ہو، اُس وقت تک بندے کی زندگی میں نہ عملاً تبدیلی پیدا ہوسکتی ہے اور نہ ہی توبہ پیدا ہوسکتی ہے۔ سو اِس تبدیلی کی ابتداء توبہ سے ہوتی ہے اور فلاح اور اُخروی نجات کا دارو مدار بھی توبہ پر ہی ہے۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ. (النور، ۲۴: ۳۱)

''اور تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو اے مومنو! تاکہ تم (ان احکام پر عمل پیرا ہوکر) فلاح پا جاؤ''۔

☆ (خطاب نمبر: Fe-18) (مقام: شہر اعتکاف لاہور) (تاریخ: یکم جون 2019ء) (ناقل: محمد ظفیر ہاشمی)

توبہ میں درحقیقت دو مرتبہ رجوع ہے

لفظِ توبہ کا معنی ''رجوع'' ہے۔ فلاں نے فلاں چیز سے توبہ کی تو اس کا معنی یہ ہے کہ اُس نے اُس چیز سے رجوع کر لیا، اُس کو چھوڑ کر پیچھے مڑ گیا ہے اور اسے ترک کر دیا۔ سو توبہ اُن چیزوں سے رجوع کر لینے کا نام ہے جنہیں شریعت نے گناہ، معصیت اور اللہ کی نافرمانی قرار دیا ہے اور ان چیزوں کی طرف لوٹ جانا ہے جنہیں اللہ رب العزت نے بھلائی، نیکی، تقویٰ اور فرمانبرداری کہا ہے۔

یاد رکھیں! توبہ میں دو بار لوٹنا ہوتا ہے:

الرجوع من المذموم ، الرجوع الی المحمود

۱۔ فعلِ مذموم سے لوٹنا

۲۔ فعلِ محمود کی طرف لوٹنا

یعنی گناہوں، نافرمانیوں اور بُرے اخلاق سے رجوع کر لینا اور اُن سے کلیتاً منہ موڑتے ہوئے اپنا منہ اُس سمت کر لینا جدھر اللہ کی قربت، رضا، فرمانبرداری اور اُس کی اطاعت ہے۔

مذکورہ آیتِ کریمہ کے حوالے سے حضور سیدنا غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ گویا اللہ رب العزت یہ فرما رہا ہے کہ لوگو! اپنی ہوائے نفس اور شہوتوں کو چھوڑ کر میری قربت، محبت، فرمانبرداری اور رجاء کی طرف پلٹ آؤ۔ اِس دوہرے پلٹنے کو توبہ کہتے ہیں۔

پس واضح ہوا کہ صرف گناہ کو چھوڑنا توبہ نہیں ہے بلکہ گناہ کو چھوڑ کر نیکی اختیار کر لینے کو توبہ کہتے ہیں۔ توبہ صرف کسی کلمۂ حسنہ کی ادائیگی کا نام نہیں ہے کہ چند جملے زبان پر جاری کر لیے یا اللہ سے معافی طلبی کے چند الفاظ مل کر توبہ نہیں بنتے بلکہ توبہ بذاتِ خود ایک کامل عمل ہے جو ایک شعور سے پیدا ہوتا ہے۔ اُس کامل عمل میں بندہ بُرائی کو چھوڑ کر پلٹتا ہے اور نیک عمل کو اختیار کرتا ہے۔ یہ پورا پراسس (Process) مل کر ''توبہ'' کہلاتا ہے۔

توبۃً نصوحاً کیا ہے؟

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا.

''اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور رجوعِ کامل سے خالص توبہ کرلو''۔ (التحریم، ۸:۶۶)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ''نصوحاً'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ ''نصوحاً'' فَعُوْلًا کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے، اس کا ایک معنی صادقۃ اور صافیہ ہے یعنی اللہ کی بارگاہ میں ایسی سچی اور صاف توبہ کرنا کہ جس میں کسی قسم کی ملاوٹ اور آلودگی نہ ہو، ایسی توبہ کو خالص اور ''نصوح'' کہتے ہیں۔ گویا وہ توبہ ''نصوح'' کہلائے گی جس میں گناہ کی طرف پلٹنے کے ارادے کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر ایک لمحہ کے لیے توبہ کر لی اور پھر اُس گناہ پر قائم رہنے اور پلٹ کر اُسے انجام دینے کی خواہش، آرزو اور ارادہ قائم رہا تو وہ توبۃ نصوحا نہیں ہے۔

اگر شہد کو صاف ستھرا کر لیں تو لغت میں اسے نصح العسل کہتے ہیں یعنی شہد کو پاک صاف کر لیا۔ ہر وہ چیز جو آلودگی، ملاوٹ اور غبار سے پاک صاف کر دی جائے، اُس کے لیے نصح اور نصوح کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

جب توبہ ہر قسم کی آلودگی، ملاوٹ اور غبار سے پاک ہو تو پھر اُس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ. (التحریم، ۸:۶۶)

''''تمہارا رب تم سے تمہاری خطائیں دفع فرما دے گا اور تمہیں بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے سے نہریں رواں ہیں''۔

کن چیزوں سے توبہ واجب ہے؟

اِس کا مختصر جواب دو لفظوں میں یہ ہے کہ تمام کبائر اور صغائر گناہوں سے توبہ کرنا واجب ہے۔ گناہِ کبیرہ (بڑے گناہ) کیا ہیں؟ احادیث مبارکہ کی روشنی میں بعض نے سات (۷)، بعض نے نو (۹)، بعض نے گیارہ (۱۱)، بعض نے سترہ (۱۷)، بعض نے ستر (۷۰) حتی کہ بعض نے سات سو (۷۰۰) اعمال ایسے قرار دیئے ہیں جو گناہِ کبیرہ ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس ﷠ کے پاس حضرت ابن عمر﷠ کا قول پہنچا کہ اُنہوں نے گن کر بتائے کہ یہ یہ سات (۷) گناہ، گناہِ کبیرہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس﷠ نے کہا کہ نہیں، گناہِ کبیرہ تو ستر (۷۰) ہیں۔

سوال یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا عدد اِتنا بڑا ہونے کا سبب کیا

ہے؟ سیدنا غوث الاعظم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ فرمایا کرتے تھے:

کل ما نهى الله عنه فهو کبيرة

''ہر وہ چیز، عمل اور فعل جس سے اللہ رب العزت نے منع کیا ہے، وہ گناہِ کبیرہ ہے''۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کسی کام سے منع کرے اور مومن اُس کو چھوٹا گناہ سمجھے تو گویا اِس طرح اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کی اہانت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عرفاء، اولیاء، اہل اللہ اور صالحین یہ کہتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف جانا اور اس کی قربت کو پانا ہے تو اُسے سمجھ لینا چاہیے کہ ہر وہ چیز اور کام جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا اور جو اس کی ناراضگی و غضب کا باعث بنتا ہے، وہ گناہِ کبیرہ ہے۔

گناہِ کبیرہ کیا ہیں؟

ذیل میں گناہِ کبیرہ کی چار تعریفات درج کی جارہی ہیں، جن سے گناہِ کبیرہ کا مکمل مفہوم واضح ہوجائے گا:

۱۔ وہ گناہ جن پر اللہ رب العزت نے حد (سزا) مقرر کی ہے، وہ گناہِ کبیرہ ہیں۔

۲۔ ہر وہ عمل اور فعل جس پر اللہ رب العزت نے کسی بھی قسم کے اخروی عذاب یا اپنے غضب کی وعید سنائی ہے، وہ گناہِ کبیرہ ہے۔ واضح رہے کہ ایک سزا کا نام ''حد'' ہے جو عدالت اور ریاست کی طرف سے باقاعدہ نافذ کی جاتی ہے، اس کا تعلق گناہِ کبیرہ کی پہلی تعریف سے ہے جبکہ یہاں دوسری تعریف میں جن اعمال پر حد مقرر نہیں بلکہ اخروی سزا و عذاب کا ذکر ہے، انہیں گناہِ کبیرہ قرار دیا جارہا ہے۔ مثلاً:

☆ سود کھانا گناہِ کبیرہ ہے، اس پر اس طرح حد نہیں ہے جیسے خاص جرائم پر حد مقرر ہوتی ہے مگر یہ گناہِ کبیرہ ہے، اس لیے کہ اس کی سزا اس ''حد'' سے بڑی مقرر کی گئی ہے کہ اس کے مرتکب کو دوزخ کی سزا دی جائے گی۔

☆ اسی طرح یتیم کا مال کھانا گناہِ کبیرہ ہے۔ اس پر بھی بظاہر عدالتی سزا نہیں ہے مگر اُس سزا سے بڑھ کر دوزخ کا عذاب ہے جو دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہے، یہ گناہِ کبیرہ ہے۔

☆ اسی طرح قطع رحمی، خونی رشتے کو کاٹنا، حق تلفی کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ ان پر اُس طرح کی سزا نہیں جیسے چوری، ڈاکے، شراب، قتل، بدکاری پر حدیں مقرر کی گئیں ہیں مگر اُن سے بڑی حد قیامت کے دن عذابِ جہنم ہے، اسی طرح جادو، چغلی اور جھوٹی گواہی دینا یہ سارے امر گناہِ کبیرہ ہیں۔

۳۔ گناہِ کبیرہ کی تیسری تعریف یہ ہے کہ ہر وہ چیز جسے قرآن یا حدیث میں حرام ٹھہرایا گیا ہو، اگرچہ اُس پر حد کا ذکر ہو یا نہ ہو، وہ گناہِ کبیرہ ہے۔

۴۔ گناہِ کبیرہ کی چوتھی تعریف یہ کی گئی ہے کہ ہر وہ چیز یا عمل جس پر قرآن و حدیث میں لعنت یا غضب وارد کیا گیا ہے کہ ''فلاں کام کرنے والے یا ایسا کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو، اس پر اللہ کا غضب ہو''۔ جن امور میں اللہ کا غضب اور لعنت کی گئی ہے، وہ سب گناہِ کبیرہ میں شامل ہیں۔

گناہِ کبیرہ کی مذکورہ چار تعریفات سے گناہِ کبیرہ کا پورا تصور واضح ہوجاتا ہے۔ گناہِ کبیرہ کی ان تعریفات کے مطابق انسانی جان کا قتل کرنا، بدکاری، جھوٹی گواہی، رمضان کا روزہ چھوڑنا، جھوٹی قسم کھانا، قطع رحمی، والدین کی نافرمانی، صلاحیت اور طاقت ہونے کے باوجود دشمن سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا، نماز کو لیٹ کر دینا، سچائی کو چھپانا، رشوت لینا، زکوۃ ادا نہ کرنا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو بجا نہ لانا، جھگڑا کرنا، اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا، اللہ کی تدبیر اور اُس کی گرفت سے بے نیاز و بے فکر ہو جانا، اللہ کی گرفت اور مواخذے کو ہلکا سمجھنا اور گناہ سے بے خوف ہوجانا، خنزیر اور مردار سمیت سب حرام چیزوں کو کھانا، سونے، چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنا اور اُن میں کھانا پینا، مردوں کا سونے کی انگوٹھیاں اور ریشمی لباس استعمال کرنا اور کسی کا مال اور حق تلف کرنا یہ سب اعمال گناہِ کبیرہ میں شامل ہیں۔

احادیثِ مبارکہ میں کبائر گناہوں کی ایک تفصیلی فہرست مقرر کی گئی ہے، جب آدمی اِن کو دیکھتا ہے تو یہ عدد صرف سات تک نہیں رہتا بلکہ کئی گنا بڑھ جاتا ہے، البتہ کسی ایک حدیث مبارک میں آقا ﷺ نے سات (۷) کا عدد بیان کر دیا ہے مگر اُس کا مطلب یہ نہیں کہ حصر ہوگیا کہ سات سے زیادہ گناہِ کبیرہ نہیں ہیں۔ درج بالا سطور میں جن گناہِ کبیرہ کی نشاندہی کی گئی ہے، یہ

سب احادیثِ نبوی اور آیاتِ قرانیہ سے ثابت ہیں۔

☆ حضور سیدنا غوث الاعظم ﷜ نے غنیۃ الطالبین میں مختلف انسانی اعضاء سے صادر ہونے کی نسبت سے گناہِ کبیرہ کی سترہ (۱۷) اقسام ذکر ہیں۔ اِن سب گناہِ کبیرہ سے توبہ واجب ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

دل کے گناہ

۱۔شرک ۲۔اللہ کی نافرمانی اور معصیت پر اصرار کرنا

۳۔اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا

۴۔اللہ کے عذاب اور گرفت سے بے فکر ہو جانا اور اُس کو ہلکا سمجھنا۔

زبان کے گناہ

۱۔جھوٹی گواہی دینا ۲۔جھوٹی قسم کھانا ۳۔ جادو کرنا

۴۔کسی پاک باز بندے یا خاتون پر الزام اور تہمت لگانا

پیٹ کے گناہ

۱۔شراب یا شراب جیسی حرام چیزیں کھانا یا پینا۔

۲۔یتیم اور مساکین کے مال کو کھانا اور حق تلف کرنا۔

۳۔سود یا سود کی طرح ناجائز طریقے سے مال کمانا۔

ہاتھوں کے گناہ

۱۔قتل کرنا ۲۔چوری کرنا ۳۔ڈاکہ زنی ۴۔ بدکاری کرنا

پورے جسم کے گناہ

۱۔میدان جنگ سے بزدلی کی وجہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا

۲۔ والدین کی نافرمانی کرنا

صغیرہ گناہوں کی اقسام

صغیرہ گناہوں سے مراد چھوٹے گناہ ہیں۔ اُن کی کوئی حد (limit) نہیں ہے یعنی اُن کا کوئی عدد شمار نہیں کیا گیا۔ مثلاً: کسی ناجائز چیز کو سننا اور دیکھنا، غیر معمولی قہقہ لگانا، جھوٹ بولنا، کسی کے گھر کے اندر تجسس کرنا، ٹوہ لگانا، جاسوسی کرنا، مسلمان بھائی سے تین دن سے زائد قطع تعلق کرنا، بے صبری کرنا، چیخ و پکار کرنا، فسق وفجور کی مجلس میں بیٹھنا، مکروہ اوقات میں نماز کا پڑھنا، مسجد میں خرید وفروخت اور دنیاوی امور کی باتیں کرنا، امام خطبہ دے رہا ہے تو اُس کے درمیان گفتگو کرنا، کسی کی بے عزتی کرنا، عیب جوئی کرنا، غیبت کرنا، (بعض نے غیبت کو صغیرہ میں لیا ہے مگر اکثر نے غیبت کو کبیرہ گناہ میں لیا ہے۔) چغلی کرنا، غیر ضروری غصے میں آنا، کسی کے ساتھ حقد اور حسد کرنا، جھگڑالوطبیعت ہونا۔ یہ سب صغیرہ گناہ ہیں۔

صغیرہ اور کبیرہ گناہ میں فرق

حضور سیدنا غوث الاعظم اور جمیع صوفیاء و اولیاء نے بیان کیا اور اس کی بنیاد حدیث مبارک ہے کہ ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ ناراض اور غضب ناک ہوتا ہے، وہ گناہِ صغیرہ نہیں ہے بلکہ گناہِ کبیرہ ہے۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ

ایک سفر کے دوران ایک جگہ آقا ﷺ نے پڑاؤ کیا اور صحابہ کرامؓ کو لکڑیاں جمع کر کے لانے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام نے ہر جگہ دیکھا مگر انہیں کوئی لکڑی نہ ملی۔ واپس آ کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کہیں کوئی لکڑی موجود نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی ملتی ہیں، وہی جمع کر کے لے آؤ۔ پھر ہر صحابی کوئی نہ کوئی چھوٹا چھوٹا لکڑی کا ٹکڑا اور گھاس پھونس کے خشک تنکے لاتا گیا۔ آپ ﷺ نے ان تمام کو ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دیا۔ جب انہیں جمع کیا گیا تو وہ ایک بڑا ڈھیر بن گیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا: اسی طرح صغیرہ گناہ مل کر کبیرہ بن جاتے ہیں، جس طرح یہ چھوٹے چھوٹے لکڑی کے ٹکڑے گٹھا بن گئے۔ اسی طرح چھوٹی چھوٹی نیکیاں بھی مل کر بڑی نیکیاں بن جاتی ہیں۔ پس جن کو تم حقیر سمجھتے ہو، وہ حقیر نہیں رہتے بلکہ بڑے ہو جاتے ہیں۔

نیکی اور برائی کے معاملات میں یہی پراسس کارفرما ہوتا ہے۔

گناہ کو معمولی سمجھنا نفاق کی علامت ہے

گناہ کی مذکورہ تقسیم کو فقہاء اس لیے بیان کرتے ہیں کہ کسی گناہ کو بھی بندہ چھوٹا نہ سمجھے۔ چھوٹے سے چھوٹے گناہ یعنی کبائر ہی نہیں بلکہ صغائر گناہ پر بھی توبہ واجب ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

المؤمن یری ذنبه کالجبل فوقه والمنافق یری ذنبه کذباب.

’’مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ ہر گناہ کو پہاڑ سمجھتا ہے اور منافق گناہ کو مکھی کی طرح دیکھتا ہے یعنی ہلکا سمجھتا ہے‘‘۔

یعنی مومن اللہ کی نافرمانی کو خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی، اِس

زاویۂ نگاہ سے دیکھتا ہے کہ اُس کے سر پر پہاڑ کھڑا ہے جبکہ منافق ہر چھوٹے بڑے گناہ کو معمولی سمجھتا ہے۔ پس جسے گناہ مکھی اور مچھر کی طرح ہلکا نظر آئے، وہ سمجھے کے اُس کے اندر ایمان کی کمی ہے اور جسے چھوٹا سا گناہ بھی پہاڑ نظر آئے اور وہ ڈر جائے، گھبرا اور لرز جائے اور توبہ کرنے کی فکر کرے تو سمجھیں کہ اُس کے اندر ایمان ہے۔ ایمان گناہوں کو چھوٹا کرکے نہیں دیکھنے دیتا اور نفاق گناہ کو بڑا کرکے نہیں دیکھنے دیتا۔

یہ بات بڑی توجہ طلب ہے کہ جس شخص کی نگاہ اللہ رب العزت کی جلالت، عظمت، تقدس، بزرگی اور اللہ کے حکم پر نہیں ہے، اُسے ہر گناہ چھوٹا نظر آئے گا اور جس کی نگاہ اُس ذات کی عظمت وجلالت پر ہے، اُسے معمولی سا گناہ بھی بڑا نظر آئے گا۔

اِسی لیے عرفاء کہتے ہیں کہ گناہ کو محض ایک ’’عمل یا فعل‘‘ کے زاویے میں نہ دیکھو بلکہ گناہ کو اِس زاویے سے دیکھو کہ نافرمانی کس کی ہے۔۔۔؟ لازمی بات ہے کہ یہ رب العالمین کی نافرمانی ہے لہذا معمولی سی نافرمانی بھی اس کی بارگاہ میں بڑی نافرمانی متصور ہوگی کیونکہ اُس بڑے کی نافرمانی ہے اور اگر وہ ذات (معاذاللہ) چھوٹے درجے کی ہوتی تو نافرمانی بھی چھوٹی ہوتی مگر وہ ذات بہت عظیم وجلیل ہے، سو اُس کی جو بھی نافرمانی کی جائے گی، وہ بڑی ہی ہوگی۔ جس شخص کی نگاہ میں اللہ رب العزت کی عظمت وجلالت کی معرفت جتنی بڑھتی چلی جاتی ہے اور جس کا ایمان معرفت کے سبب جتنا بلند سے بلند تر اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے، اُس کی نگاہ میں ہر گناہ عظیم سے عظیم تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ وہ کسی گناہ کو چھوٹا نہیں بلکہ ہر گناہ کو بڑا دیکھتا ہے۔

صحابہ کرام کا معمول تھا کہ وہ اپنے شاگردوں یعنی تابعین سے کہا کرتے کہ آقا ﷺ کے عہد مبارک میں جب ہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہوتے تو ہم بال سے باریک نظر آنے والی چھوٹی سی خطا کو بھی دوزخ میں لے جانے والا تصور کرتے کہ یہ عمل ہمیں دوزخ میں پھینک رہا ہے یعنی صحابہ کرام معمولی سی خطاء کو بھی جہنم کے سامان کی نظر سے دیکھتے تھے۔

اِس حدیث کو بیان کرنے کے بعد حضور غوث الاعظم نے صحابہ کرام کی اس کیفیت کے حوالے سے ایک بڑا لطیف جملہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ کی قربت نے صحابہ کرام ؓ کی بصیرت کو اِتنا روشن کر دیا تھا اور اُن کے اندر تقویٰ اِتنا مضبوط کر دیا تھا کہ وہ معمولی سے گناہ کو بھی بہت بڑا تصور کرتے تھے۔

حضور غوث الاعظمؒ مزید فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی قربت نے صحابہ کی نگاہ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اِتنا بلند کر دیا تھا کہ وہ نافرمانی کے فعل اور عمل کو نہیں تکتے تھے بلکہ یہ دیکھتے تھے کہ نافرمانی کس کی ہو رہی ہے۔۔۔؟ آقا ﷺ کی قربت انہیں ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ رکھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چونکہ ہمہ وقت ان کا دھیان رہتا تھا، سو اُس کی معمولی سی نافرمانی کو بھی وہ دوزخ میں ڈال دینے والا بہت بڑا گناہ کا عمل سمجھتے تھے۔

ہر ایک کی توبہ جدا جدا ہے!

جس شخص کا ایمان اور اطاعت میں جو حال اور درجہ ہے، اپنے اس مقام ومرتبہ کے مطابق وہ توبہ کا محتاج ہے۔ اِس لیے اولیاء فرماتے ہیں کہ

توبة العوام من الذنوب، توبة الخواص من الغفلة و توبة اخص الخواص من کل شیٔ سوی اللہ.

یعنی عام مسلمانوں کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے۔ اگر کچھ لوگ عام مومنین کے درجے سے بلند ہوکر اولیاء، عارفین، صالحین اور مقربین کے درجے پر چلے جائیں تو اُن کی توبہ غفلت سے ہوتی ہے۔ پھر غفلت کا معنی ہر ایک کے حسبِ حال الگ الگ ہے۔ عام مسلمان کی غفلت کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے ارشادات کی بجا آوری، آداب، احکام، فرائض، واجبات، سنن، نوافل، مستحبات کی بجاآوری میں کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ سے واصل ہو جاتا ہے تو اس کی غفلت کا تعلق احکام وآداب سے نہیں بلکہ وہ قلب کے حالات میں غفلت کو دیکھتا ہے کہ کون سا لمحہ تھا کہ اُس کے دل میں کوئی غفلت طاری ہوگئی۔۔۔؟ کون سا لمحہ تھا کہ اُس کے حُسنِ ادب، حُسنِ تقویٰ میں کوئی غفلت آگئی۔۔۔؟ پس وہ دل کے حالات میں غفلت دیکھتا ہے اور اُس سے توبہ کرتا ہے۔ خاص الخواص جن کا رتبہ مزید بلند ہوتا ہے، وہ قلب کے اندر ماسوا اللہ کے وجود سے توبہ کرتا ہے، یعنی اگر غیر کا خیال بھی آجائے تو اُس سے بھی توبہ کرتا ہے۔ دل کی

چاہت ہر غیر کے خیال سے پاک ہو جائے تو یہ اصل ’’توبہ‘‘ ہے۔

کچھ تائب ایسے ہوتے ہیں جو غفلتوں سے توبہ کرتے ہیں اور کچھ تائب ایسے ہوتے ہیں جنہیں اللہ غفلت سے بھی پاک کر دیتا ہے مگر اُنہیں اپنی نیکیاں نظر آتی ہیں، لہذا وہ رؤیتِ حسنات سے بھی توبہ کرتے ہیں تاکہ نیکی نظر بھی نہ آئے۔۔۔ بھلائی کریں اور بھلائی نظر بھی نہ آئے۔ جسے بھلائی کرکے بھلائی نظر آئے، اہل اللہ اُس سے بھی توبہ کرتے ہیں، اس لیے کہ اُن کی زندگی میں یہ بھی گناہ ہے۔ پھر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر مخلوق کی طرف سے دل کو اطمینان ملے تو اُس طمانیتِ قلب سے بھی توبہ کرتے ہیں، اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (الرعد، ۱۳: ۲۸)

’’جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے‘‘۔

وہ چاہتے ہیں کہ صرف اللہ کی یاد اور اللہ کے قرب میں انہیں طمانیتِ قلب ملے۔ پس جیسے جیسے کسی کے قلب و روح کے حالات ہوتے ہیں، اُن حالات کے مطابق توبہ کے درجات اور مقامات ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم قرآن مجید میں حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی توبہ کے بارے پڑھتے ہیں، حتی کہ آقا علیہ السلام جو کبائر، صغائر اور خطاؤں سے پاک اور معصوم تھے، آپ ﷺ بھی دن میں سو مرتبہ توبہ و استغفار فرماتے اور اس طرح آپ ﷺ نے امت کو توبہ و استغفار کرنے کی سنت عطا فرمائی۔

ان اولوالعزم انبیاء و رسل علیہم السلام کا توبہ کرنا اپنے اپنے حال اور مقام و مرتبہ کے مطابق ہے۔ یعنی ہر ایک کا جو مقام و مرتبہ ہے اُس کے مطابق اُس کی توبہ اُس پر واجب ہے اور وہ اپنے مقام کے مطابق توبہ کا محتاج ہے۔ اللہ کی مخلوق میں کوئی شخص توبہ سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہے۔ توبہ ہی بندے کو بچاتی اور اُونچا لے جاتی ہے۔ توبہ بقاء بھی دیتی ہے اور ارتقاء بھی کرتی ہے۔

فرائضِ توبہ

حضرت جنید بغدادیؒ نے حضرت مالک بن دینار سے پوچھا کہ توبہ کے فرائض کیا ہیں تو اُنہوں نے جواب دیا:

توبہ کے دو پہلو ہیں:

۱۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کے اعتبار سے

۲۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے اعتبار سے

۱۔ حقوق اللہ کے حوالے سے توبہ کا پہلو یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ بس توبہ کر لی، لہذا جو گزر گیا، وہ گزر گیا اور وہ معاف ہو جائے گا۔ نہیں ایسا نہیں ہوتا بلکہ جن فرائض کے تارک ہوئے، ان کا اعادہ ضروری ہے۔ اگر اللہ کی حق تلفی کی یعنی نماز نہیں پڑھی، روزہ نہیں رکھا، زکوۃ نہیں دی تو اُس کا اعادہ کرے اور ان فرائض کو ادا کرے۔

۲۔ حقوق العباد کے حوالے سے توبہ کا پہلو یہ ہے کہ جس جس شخص سے زندگی میں بندے نے ظلم کیا تھا، کسی کا مال کھایا، کسی کی عزت پر حملہ کیا، کسی کی حق تلفی کی، کسی کے خلاف غیبت کی، چغلی کی، کسی پر تہمت لگائی، بُرا بھلا کہا، جانی، مالی، عزت کسی بھی اعتبار سے کسی کو نقصان پہنچایا تو توبہ کے فرائض میں سے پہلا فرض یہ ہے کہ جس سے کسی بھی قسم کی زیادتی کی ہے، اسے اس کا حق واپس لوٹایا جائے۔

امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ تینوں کا مذہب یہ ہے کہ اگر ہم نے کسی کی غیبت، چغلی، بُرائی کی یا تہمت لگائی اور اس کے بعد توبہ کریں کہ پاک ہو جائیں تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ توبہ کے فرائض میں سے ہے کہ توبہ اُس وقت تک نہیں ہوگی، جب تک اس شخص کے سامنے اظہار کرکے اپنی باتوں سے رجوع نہ کریں اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے اس سے معافی طلب نہ کریں جس کو قولی یا عملی نقصان پہنچایا۔

یعنی جس بندے کی حق تلفی کی، اُس کا حق اور مال اُس کو واپس کرے، اُس سے معافی مانگے اور بیان کرے کہ میں نے آپ کی حق تلفی کی تھی، بتا کر معافی مانگے اور آئندہ اپنی اصلاح کرے یہ فرائضِ توبہ میں سے ہے۔ اگر وہ شخص تلاش کے باوجود نہیں ملا تو پھر جس کے سامنے بیٹھ کر اس کی غیبت کی تھی، اُسی جگہ جا کر تلافی کریں، اُس بندے کی تعریف کریں اور بتائیں کہ میں نے فلاں کے بارے میں جھوٹ بولا تھا جبکہ سچائی یہ ہے کہ وہ بندہ اچھا ہے، میں نے غلطی سے اسے بُرا کہا۔ یعنی جب تک اُس کی تلافی نہ کی جائے، توبہ نہیں ہوتی۔ پس حق دار کو حق لوٹانا، یہ توبہ کا پہلا فریضہ ہے۔

توبہ کی شرائط

حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ توبہ کی تین شرائط ہیں:

ا۔سابقہ گناہوں پر ندامت

اللہ کے حکم کی مخالفت، نافرمانی اور گناہ کے ارتکاب پر دل سے نادم ہو جانا توبہ کی پہلی شرط ہے کہ حقیقت میں بندے کو اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کا احساس ہو کہ میں غلط کرتا رہا ہوں۔ ندامت ہونے کی علامت یہ ہے کہ بندے کے دل میں رقت اور نرمی آجائے۔

۲۔گناہوں کو عملاً ترک کرنا

توبہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ بندہ تمام حالات اور تمام ساعتوں میں، گناہوں خواہ وہ صغائر ہوں یا کبائر کو عملاً ترک کر دے۔ پہلی شرط کے مطابق پچھلے گناہوں پر ندامت اختیار کرتا ہے اور دوسری شرط کے مطابق آئندہ گناہوں کو ترک کر دیتا ہے۔

۳۔آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ

توبہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ اِس چیز کا عزم اور پختہ ارادہ کر لینا کہ جو ظاہری و باطنی خطائیں، معاصی اور گناہ میں نے کیے ہیں، میں کبھی پلٹ کر اُن کی طرف نہیں جاؤں گا۔

اگر یہ تین چیزیں جمع ہوجائیں تو اُس وقت توبہ کا عمل پورا ہوتا ہے اور توبہ اپنے اثرات پیدا کرتی ہے۔

توبہ کے قبول ہو جانے کی علامت کیا ہے؟

حضور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ توبہ قبول ہوجانے کی درج ذیل علامات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اِس بندے کی توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوگئی:

ا۔زبان کا پاک ہونا

توبہ کی قبولیت کی پہلی علامت یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد بندے کی زبان پاک ہوجاتی ہے۔ اُس کی زبان جھوٹ بولنے، غیبت کرنے اور لغویات بکنے سے رک جاتی ہے۔ اگر جھوٹ، دھوکہ دہی، غیبت اس سے جاری ہوتی رہے تو اُسے جان لینا چاہیے کہ اس کی توبہ نہیں ہوئی، اس لیے کہ توبہ ہونے کی پہلی علامت یہ ہے کہ زبان پاک ہو جائے۔

۲۔ دل کا پاک ہونا

توبہ کے قبول ہوجانے کی دوسری علامت یہ ہے کہ بندے کے دل میں کسی کے لیے حسد، بغض اور عداوت نہ رہے۔ گویا توبہ کرنے کے بعد اپنے قلبی حالات پر غور کرے۔ توبہ قبول ہوئی یا نہیں؟ اس حوالے سے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اِس کا فیصلہ بندہ خود کرتا ہے۔ بندہ اپنے دل میں دیکھے کہ کیا میرا دل حسد، بغض، عداوت، کینہ، نفرت، لالچ اور دیگر باطنی رذائل سے پاک ہوا یا نہیں؟ اگر تمام باطنی رذائل بھی موجود ہیں تو اِس کا مطلب ہے توبہ دل تک نہیں پہنچی اور قبول نہیں ہوئی۔

۳۔ بُری صحبت اور سنگت سے اجتناب

توبہ کی قبولیت کی تیسری علامت یہ ہے کہ بندہ بُری صحبت اور سنگت چھوڑ دے۔ اگر توبہ کرنے کے بعد اُسی سنگت وصحبت میں بیٹھتا ہے جہاں سے اُس نے گناہ لیا تھا اور اسے نافرمانی وعصیاں کی عادت پڑی تھی تو اِس کا مطلب ہے کہ اُس کی توبہ نہیں ہوئی۔ اُس نے مکاری کی ہے اور محض زبان سے کلماتِ توبہ ادا کیے ہیں، عملاً اُن عوامل کو ترک نہیں کیا جو گناہ وعصیاں کے اسباب ہیں۔

کسی بندے کا گناہ کا عادی ہوجانا چند عوامل کے باعث ہوتا ہے جو اس پر اثر انداز ہوتے ہیں، اولیاء اور صوفیاء جو روحوں اور نفوس کے معالج ہیں، اس حوالے سے سب سے بڑا سبب بُری صحبت کو قرار دیتے ہیں۔ بُری دوستی اور بُری سنگت کے باعث رفتہ رفتہ ہماری زندگی میں نیکی کا تصور وحیثیت اور رغبت ہلکی ہوتی چلی جاتی ہے اور گناہ و بُرائی کا تصور بڑا، بھاری اور رغبت والا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر ہم بری صحبت اور سنگت کو توبہ کرنے کے بعد بھی برقرار رکھتے ہیں اور پھر اُنہی کے مجلس میں بیٹھتے ہیں تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے توبہ کے اوپر پانی پھیر دیا۔ اس لیے کہ ان کی صحبت پھر ہمیں گناہ کی طرف پلٹا دے گی جبکہ توبہ یہ تھی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے اور پھر اُس کے بعد اُس گناہ کو ہم زندگی سے نکال دیتے، گناہ کی زندگی پر حقیقت میں نادم ہوتے اور ہمیشہ

اطاعت وعبادت کو اپنا کر دل کو نیکی پر قائم کر لیتے۔

۴۔عبادت اور اطاعت میں ذوق وشوق

قبولیتِ توبہ کی چوتھی علامت یہ ہے کہ بندہ توبہ کرنے کے بعد اپنے اندر عبادت کی رغبت محسوس کرتا ہے کہ اس کے اندر آخرت، نیک کاموں کے لیے ذوق و شوق، عبادت،اطاعت، تلاوت، قرأت ونعت، ذکر وتسبیح، نیکی و بھلائی اور لوگوں کے ساتھ احسان کے امور میں ذوق اور شوق بڑھ گیا ہے۔ اسی طرح احکامِ الٰہی میں مشغولیت، مسجد کی طرف رغبت، اللہ کے دین کی تبلیغ اور دعوت، مشن کے کام میں رغبت اور شوق، غریب کی مدد کرنا، محتاجوں کو خوش کرنا، مظلوموں کی مدد کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا، کمزور کو طاقت دینا اور انسانیت کی خدمت کرنے میں اُس کو راحت ملتی ہے۔ اب ظلم اور ناانصافی سے اس کی طبیعت ہٹ جاتی ہے۔ اگر یہ تبدیلی زندگی میں آئے تو وہ محسوس کرے کہ میری توبہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوئی ہے۔

۵۔دل سے دنیا کے اثرات ختم ہو جائیں

قبولیت توبہ کی پانچویں علامت یہ ہے کہ دنیا کی فرحت، رغبت، چاہت اورشہوت کے اثرات اس کے دل سے ختم ہوجائیں یا کم ہوجائیں اور دل آخرت کی طرف راغب ہو جائے۔ گویا بندے کی زندگی میں آخرت کے اعمال کا زیادہ اہمیت اختیار کر جانا قبولیتِ توبہ کی علامت ہے۔

توبہ کی قبولیت اور کرامات کا حصول

حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ جب بندے کی توبہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوجاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اُس کو چار کرامات عطا فرماتا ہے:

ا۔گناہوں کی معافی

اللہ تعالیٰ گناہوں سے توبہ میں اس کے اخلاص وصدق کو دیکھتے ہوئے یہ کرامت و انعام عطا فرماتا ہے کہ اُس کے سارے گناہ اِس طرح مٹا دیتا ہے جیسے اُس نے گناہ کیا ہی نہیں تھا۔ ارشادفرمایا: **التائب من الذنب کمن لا ذنب له**

’’گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اُس نے گناہ کیا ہی نہیں تھا‘‘۔

یاد رہے کہ اُس سے مراد محض کلماتِ توبہ ادا کرنا نہیں ہے بلکہ نادم ہوکر گناہ، بری صحبتوں و مجلسوں اور گناہ کی رغبتوں کو ترک کرکے اللہ کی اطاعت، عبادت اور تقویٰ کے ذوق کے ساتھ اللہ کی طرف ایسا آنا کہ جس سے زندگی تبدیل ہوجائے۔ اس لیے کہ توبہ وہ ہے کہ جو زندگی کو بدل دے۔

یاد رہے کہ جن کلماتِ حسنہ نے زندگی کو بدلا نہیں، وہ بھی ایک نیکی ہیں، اللہ سے معافی مانگنا بھی ایک نیکی اور طاعت کا عمل ہے مگر ان کلماتِ حسنہ کا ادا کرنا اصل میں استغفار و معافی طلب کرنا ہے جبکہ توبہ کرنا اِس سے ایک الگ حقیقت ہے۔ معافی مانگنے کے بعد توبہ اس ندامت کا نام ہے جو انسان میں تبدیلی پیدا کردے۔۔۔ توبہ اس ترکِ گناہ اور اختیارِ طاعت وتقوی کا نام ہے جس سے پوری زندگی کا مزاج اور رخ بدل جاتا ہے۔ اگر یہ تبدیلی واقع نہ ہوتو اِس کا مطلب ہے استغفار و معافی مانگی، مگر توبہ نہ کی۔ اگر بندہ توبہ کر لے اور اس کی توبہ کے اثرات سے اس کی زندگی تبدیل ہوجانے کی صورت میں قبولیتِ توبہ کی علامت ظاہر ہوجائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو یہ اعزاز عطا کرتا ہے کہ اُس کے سارے گناہ مٹا دیتا ہے۔

۲۔اللہ کی محبت کا حصول

توبہ کی قبولیت پر اللہ تعالیٰ دوسرا کرم یہ کرتا ہے کہ بندے کو اپنی محبت عطا کرتا ہے۔ فرمایا: **ویحبه الله تعالیٰ**

اللہ تعالیٰ پھر اُس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اِسی لیے قرآن مجید میں فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ. (البقرہ، ۲: ۲۲۲)

’’بے شک اللہ بہت توبہ کرنیوالوں سے محبت فرماتا ہے‘‘۔

۳۔شیطان کے تسلط سے حفاظت

قبولیتِ توبہ پر تیسرا انعام وکرامت اللہ یہ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس بندے کی حفاظت خود کرتا ہے اور اس پر کبھی شیطان کو مسلط نہیں ہونے دیتا۔

۴۔خوف سے حفاظت

قبولیتِ توبہ کے صلہ کے طور پر چوتھی کرامت اللہ کی طرف سے یہ عطا ہوتی ہے کہ اِس دنیا سے نکلنے سے قبل اُسے آخرت

میں امن عطا فرما دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاهُمْ يَحْزَنُوْنَ. (البقرة، ٢: ٦٢)

''ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے''۔

یعنی اللہ رب العزت اُنہیں وہ قربت اور مقام دیتا ہے کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں قسموں کے خوف و غم سے نکل جاتے ہیں۔

حقیقت توبہ

یہ امر ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو اس کے گناہ کے سبب ظالم نہیں کہا بلکہ ظالم اُسے کہا جو گناہ کے بعد توبہ نہیں کرتا۔ ارشاد فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ.

''اور جس نے توبہ نہیں کی سو وہی لوگ ظالم ہیں''۔ (الحجرات، ۴۹: ۱۱)

یعنی اگر بندے سے خطاء اور گناہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اُس کو ظالم نہیں کہتا، اِس لیے کہ اگر اُس کے اندر اُس گناہ پر نادم ہونے کا احساس ہے اور وہ توبہ کرتا ہے تو وہ ظالم نہیں ہے۔ ظالم کا لقب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے اُس وقت دیا جاتا ہے جب وہ توبہ نہیں کرتا لیکن جب وہ توبہ کر لے تو نہ صرف ظالم کے ٹائٹل سے محفوظ ہوجاتا ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بھی بن جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ. (الفرقان، ٢٥: ٧٠)

''مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیا تو یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جن کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا''۔

گویا اللہ تعالیٰ نہ صرف اس سے ظلم مٹاتا ہے بلکہ اُس کی زندگی کے چھوٹے گناہوں کو بھی توبہ کی برکت سے نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی مدد اور نصرت کے ساتھ بھی نوازتا ہے۔

☆ آقا ﷺ سے ایک حبشی صحابی نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ!

إنی کنت أعمل الفواحش فهل لی من توبة ؟

یارسول اللہ ﷺ! میں گناہ کرتا رہا ہوں، کیا میرے لیے بھی توبہ ممکن ہے؟ (سبکی، طبقات الشافعیہ الکبری، ٦: ٣٥٦)، (غزالی، احیاء العلوم الدین، ۴: ۱۴)

آقا ﷺ نے فرمایا: نعم، فولی ثم رجع

''ہاں، تمہارے لیے بھی توبہ ہے، وہ خوش ہوکر پلٹ گیا''۔

پھر اُس کو ایک خیال آیا اور وہ واپس لوٹ آیا اور آقا ﷺ سے عرض کیا: یا رسول الله أکان یرانی وأنا أعملها ؟

''جب میں گناہ کر رہا تھا تو کیا میرا اللہ مجھے دیکھ رہا تھا''؟

آقا ﷺ نے فرمایا: ہاں، اُس وقت بھی تیرا مولیٰ تمہیں دیکھ رہا تھا۔

فصاح الحبشی صیحة خرجت فیها روحه

اس حبشی صحابی نے جب یہ سنا کہ اُسے اُس وقت بھی مولیٰ دیکھ رہا تھا جب وہ گناہ کا ارتکاب کررہا تھا تو خوف اور ندامت کی بناء پر اس کی چیخ نکلی، وہ نیچے گرا، تڑپا اور اُس کی روح پرواز کرگئی۔

آقا ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

هذا من أهل الجنة وهذه حقیقة التوبة

''یہ اہل جنت میں سے ہے اور یہ حقیقی توبہ ہے''۔

حاصل کلام

توبہ کے درجات درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ کے عذاب سے ڈر کر توبہ کرنا ایک درجہ ہے۔

۲۔ اللہ کی بارگاہ سے اجر وثواب کی خواہش کے پیش نظر توبہ کرنا اُس سے اونچا درجہ ہے۔

۳۔ عذاب کے ڈر اور ثواب کے لالچ دونوں سے بے نیاز ہوکر توبہ کرنا اس سے بھی اعلیٰ درجہ ہے۔

۴۔ اگر استحیاءً توبہ کرے کہ میرا مولیٰ مجھے دیکھ رہا ہے، اِس توبہ کا درجہ سب سے بلند ہے۔ یعنی اللہ کے امر پر تعظیماً عمل کرنا کہ میرے مولیٰ نے فلاں کام کرنے اور فلاں سے منع کیا ہے، تو یہ درجۂ توبہ سب سے بلند ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں تمام درجات کی توبہ میں سے کچھ حصہ عطا فرمائے اور ہمیں توبہ کی وہ حقیقت عطا کر دے جو ہماری پوری زندگیوں کو بدل دے اور ایسا بدلے کہ ہماری زندگیوں سے ظلم، ناانصافی، حق تلفی اور دنیا پرستی کا رجحان ختم ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی طرف اور آخرت سے بڑھ کر فقط اپنی طرف متوجہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

❁❁❁❁❁

مصطلحات الحدیث، اقسام الحدیث، الحدیث الصحیح

"موضوع" اور "متروک" کے علاوہ ضعیف حدیث کی جملہ اقسام متابعات اور شواہد کی مدد سے حسن اور مقبول کے درجہ تک پہنچ سکتی ہیں

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین

نشست اول
حصہ 3

حدیث کے قبول اور رد ہونے کے اعتبار سے دو اقسام "مقبول اور مردود" میں سے "خبرِ مقبول" اور اس کی اقسام کے بیان کے بعد آیئے اب "خبرِ مردود" کی اقسام کا مطالعہ کرتے ہیں:

تقسیم خبر الآحاد (المردود) باعتبار موجب الرد

گذشتہ گفتگو میں ہم اس امر کا تفصیلی جائزہ لے چکے ہیں کہ "خبرِ مردود" کا یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ وہ من کل الوجوہ اور علی الاطلاق رد ہوگئی۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ رد کئے جانے کے قابل ہے یعنی اِس میں رد ہو جانے کی صلاحیت بھی ہے اور مقبول ہو جانے کی صلاحیت بھی ہے۔

"خبرِ مردود" کی تقسیم دو طرح کی جاتی ہے:

۱. مردود لسقط فی الاسناد

۲. مردود لطعن فی الراوی

۱. مردود لسقط في الإسناد

اگر سند میں کوئی سقط (Missing) ہو یعنی کوئی راوی چھوٹ گیا اور سلسلہ سند کہیں ٹوٹ گیا تو یہ خبر مردود ہے۔

سند میں سقط (Missing) کے اعتبار سے "خبرِ مردود" کی دو اقسام ہیں:

۱. باعتبار الوضوح فی السقط

۲. باعتبار الخفاء فی السقط

(۱) باعتبار الوضوح فی السقط

سند میں واضح سقط (Missing) کے اعتبار سے جو خبر مردود ہوتی ہے یا مردود ہونے کے قابل ہوتی ہے، اُس کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ اگر ایک راوی کا نام مبادی السند (سند کے شروع) میں Miss ہوگیا تو اُسے حدیثِ معلق کہتے ہیں۔

۲۔ اگر ایک راوی کا نام سند کے آخر میں Miss ہوگیا تو اُسے حدیثِ مرسل کہتے ہیں۔

۳۔ اگر راوی کا نام اثنائے سند (درمیان سند) میں Miss ہوا، خواہ ایک راوی خواہ دو یا تین یا زیادہ تو اُسے حدیثِ معضل کہتے ہیں۔

۴۔ اگر راویوں کے نام اکٹھے نہیں بلکہ دو مختلف جگہوں پر Miss ہوئے تو اسے حدیثِ منقطع کہیں گے۔

(۲) باعتبار الخفاء في السقط

اگر سند میں سقط (Missing) خفی ہو اور کسی راوی کا نام چھپا ہوا ہے تو اسے "الخفا فی السقط" کہتے ہیں۔ عام آدمی کو اس کا پتہ نہیں چلتا، صرف مدقق، متفنن اور متبحر کو ہی پتہ چلتا

☆ خطاب نمبر: Ba-125، مقام: جامع المنہاج، بغداد ٹاؤن، مورخہ: 07 اکتوبر 2017ء

ہے۔ اس سقط خفی کی دو اقسام ہیں:

۱. مدلّس　　　۲. مرسل خفی

۲. مردود لطعن في الراوي

اگر کسی راوی کے حال یا وصف میں کوئی طعن پایا جائے تو اس سبب سے بھی خبر مردود ہوگی۔ گویا اس مردود ہونے کا سبب راوی ہے۔ اگر راوی کے حال میں کسی خرابی کی بناء پر اس میں طعن آیا ہے تو اس طعن کے حوالے سے ’’خبرِ مردود‘‘ کی درج ذیل اقسام ہیں:

(۱) طعن یرجع إلی ضبط الراوي وحفظه

اگر راوی کی عدالت تو ٹھیک ہے مگر اُس کے حفظ و ضبط میں خرابی ہے تو اس حوالے سے ’’خبرِ مردود‘‘ کی 5 اقسام ہیں:

أ. **فحش غلط الراوي:** راوی میں فحش غلطی ہوگی۔

ب. **کثرة غفلته:** راوی میں کثرتِ غفلت ہوگی۔

ج. **وهمه:** راوی کے اندر وہم ہوگا۔

د. **مخالفته للثقات:** راوی میں اپنے سے ثقہ راویوں کی مخالفت ہوگی۔

ه. **سوء حفظه:** راوی کے حفظ میں کمی ہوگی۔

یہ طعن چھوٹے درجے کے ہیں۔ اس میں راوی کے ایمان، امانت، دیانت، صداقت اور اُس کی عدالت پر کوئی طعن نہیں بلکہ یہ طعن صرف اُس کے حفظ سے متعلق ہے۔

کسی نے اگر کسی راوی کے حفظ کی معمولی سی خرابی پر بات کی تو محدثین لکھتے ہیں کہ خدا کا خوف کرو، کیا تم کبھی کوئی چیز نہیں بھولے۔۔۔؟ کیا کوئی شخص دنیا میں ایسا ہے جو کبھی نہ بھولا ہو۔۔۔؟ مراد یہ کہ حفظ کا طعن ایک خفیف (چھوٹا) ضعف ہے۔ اس سے حدیثِ ضعیف کی جتنی اقسام تشکیل پائیں گی، اُن کا ضعف اور کمزوری چھوٹی ہوگی اور آسانی کے ساتھ وہ ضعف رفع اور Cover ہوجائے گا۔ اس لیے کہ یہ طعن اور کمزوری اُس راوی کی امانت، دیانت اور عدالت میں نہیں ہے بلکہ فقط حفظ میں ہے۔ اس وجہ سے وہ حدیث بڑی جلدی ترقی پا کر مقبول بن جائے گی۔ اس لیے ہم کتب میں دیکھتے ہیں کہ کتنی ہی احادیث ایسی ہیں جو ضعیف تھیں مگر ان کو صرف ایک مددملی اور وہ درجہ مقبول کو پہنچ گئیں۔

(۲) طعن یرجع إلی اتهام الراوي في دیانته وعدالته

راوی میں طعن کے اعتبار سے خبرِ مردود کی ایک تقسیم یہ ہے کہ اگر طعن راوی کی عدالت اور دیانت میں ہو تو پھر یہ سنگین (Serious) نوعیت کا طعن ہے۔ اُس کی پانچ اقسام ہیں:

أ. **تلبس الراوی بالکذب**

ب. **تهمته بالکذب**　　　ج. **فسقه**

د. **جهاله:** راوی مجہول الحال ہے، مجہول العین ہے

ه. **بدعته:** راوی میں کوئی بدعت ہے، وہ خارجی، رافضی، مرجئہ یا معتزلہ میں سے ہے۔ یہ اُس زمانے کے فرقے تھے، آج ہمارے زمانے کے فرقوں کے نام اور ہیں۔

بدعتی راوی کی روایت کا حکم

بدعتی راوی کی روایت کے حوالے سے امام بخاری اور امام مسلم کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی راوی کے عقیدے میں بدعت ہے مگر وہ سچا، عادل اور صاحبِ ضبط ہے تو اُس کی روایت مقبول ہے۔ فرقوں اور مسلکوں کے فرق کی وجہ سے اُن کی روایت کو رد نہیں کیا گیا۔ یعنی اگر راوی بدعتی فرقوں میں سے کسی کا داعیہ (سربراہ) اور سرغنہ نہیں ہے مگر عدالت اور ثقاہت اُس کے اندر ہے، وہ صدوق (سچا) ہے تو بھلے وہ خارجی، شیعہ، معتزلی، مرجئہ یا جہمیہ ہو، اُن ساروں کو امام بخاری نے قبول کیا ہے اور ایسے 80 راویوں سے صحیح بخاری میں احادیث روایت کی ہیں۔

☆ میری کتاب ﴿حکم السماع عن أهل البدع والأهواء﴾ اسی موضوع پر ہے۔ اس حوالے سے اس کا مطالعہ آپ کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

حدیثِ ضعیف کا اقسام

مذکورہ تقسیم کی بناء پر حدیثِ ضعیف کی درج ذیل اقسام ہیں:

ا۔ موضوع: اگر راوی میں کذب اور جھوٹ تھا تو اُس کی روایت کو موضوع کہیں گے۔ بیان کرنے اور قبول کرنے کے حوالے سے موضوع کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ مردودِ حقیقی و مردودِ قطعی ہے: هو المختلق المصنوع المكذوب:

یہ جھوٹ، باطل اور من گھڑت ہے۔

۲۔ متروک: اگر اتہام کذب (جھوٹ کی تہمت) آجائے تو اُس روایت کو متروک کہیں گے۔

۲۔ منکر: اگر فسق، غفلت اور فحش غلطی تین چیزوں کے مقابلے میں آجائے تو اُس کی ایک قسم حدیثِ منکر بنے گی۔

۳۔ معلل: اگر وہم آجائے تو اس کو معلل کہیں گے۔

۴۔ مدرج: اگر مخالفتِ ثقات آجائے تو یہ مدرج ہے۔

☆ حدیثِ ضعیف کی دیگر اقسام میں: مقلوب، مضطرب، مصحف اور محرف شامل ہیں۔

☆ اگر راوی کے بارے میں جہالت آجائے تو مبہمات میں سے آجائے گا۔

☆ اگر راوی میں بدعت آجائے تو روایۃ المبتدع میں آجائے گا اور پھر دیکھا جائے گا کہ اس کی بدعت مکفّرہ ہے یا غیر مکفّرہ ہے۔ یعنی اس بدعت سے وہ علی التحقیق بالاجماع کافر ہوگیا ہے یا کافر نہیں ہوا؟ اگر بدعت غیر مکفّرہ ہے تو اُس کی روایت قبول ہوگی اور اگر بدعت مکفّرہ ہے تو روایت مقبول نہیں ہوگی۔

☆ اگر روایت میں راوی کا سوءِ حفظ آجائے تو وہ شاذ کا سبب بن سکتی ہے، اپنے سے اوثق کی مخالفت یا مختلط ہوسکتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ سيء الحفظ (کم حافظے والے) کی روایت۔۔۔ غیر مکفرہ بدعت والے راوی کی روایت۔۔۔ جہالت (الحال اور عین) والے راوی کی روایت۔۔۔ مخالفتِ ثقہ کرنے والے کی روایت اور۔۔۔ وہم کرنے والے کی روایت یہ تمام احادیثِ ضعاف ہیں اور ان سب کا علاج ہے۔

موضوع اور متروک کو چھوڑ کر باقی ساری ضعیف روایتیں اور حدیثیں ارتقاء کر کے حدیثِ حسن اور مقبول میں جا سکتی ہیں۔ صرف موضوع اور متروک پر عمل نہیں ہوگا۔ سب سے أشر موضوع ہے۔ اس کے علاوہ ضعیف کی جتنی اقسام ہیں، اُن سب کے علاج ہیں۔

موضوع اور متروک کا بیان جائز نہیں ہے، ان دو کے علاوہ حدیثِ ضعیف کی باقی تمام اقسام کو روایت کرنا ائمہ حدیث کی سنت و طریقہ ہے۔ حدیث ضعیف متابعات اور شواہد میں داخل ہیں اور اس پر کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔ جس نوعیت و صورت کا انقطاع ہو، حفظ کا مسئلہ ہو، جہالت، غلط یا اختلاط کا مسئلہ ہو، ان احادیث کی علماء نے تحسین بھی کی ہے اور یہ متابعات و شواہد کے ساتھ حسن تک بھی گئی ہیں۔ اس پر امام ترمذی کی جامع ترمذی اور امام ابوداؤد کی سنن شاہد ہے۔ ابن صلاح، حافظ زین العراقی اور امام عسقلانی سمیت کل ائمہ و محدثین کا ان نقاط پر تقریباً اجماع ہے۔

☆ حدیث ضعیف پر ان شاء اللہ کاملاً بحث آگے آئے گی۔

سند: باعتبار ما ينتهي إليه

سند کی ایک تقسیم محدثین کے ہاں یہ بھی ہے کہ وہ سند کس جگہ تک پہنچی؟ اُس اعتبار سے حدیث کی تین اقسام ہیں:

ا۔ مرفوع: اگر کسی حدیث کی سند کی انتہا حضور علیہ السلام تک ہوتو وہ حدیث مرفوع کہلائے گی۔

۲۔ موقوف: اگر کسی حدیث کی سند کی انتہا صحابی تک ہو تو وہ حدیث موقوف کہلائے گی۔

۳۔ مقطوع: اگر کسی حدیث کی سند کی انتہا تابعی تک ہوتو وہ حدیث مقطوع کہلائے گی۔

سند: باعتبار عند رواته قلة و كثرة

کسی حدیث کی سند میں موجود قلت و کثرتِ رواۃ کی بناء پر بھی سند کی تقسیم کی گئی ہے:

۱۔ العالی: اگر محدث یعنی ناقل اور حضور نبی اکرم ﷺ تک رواۃ کے عدد کم ہوں تو اُس کو سندِ عالی کہتے ہیں۔

۲۔ النازل: اگر کسی سند میں رواۃ کے عدد زیادہ ہوں یعنی لمبی سند ہو تو اُس کو سندِ نازل کہتے ہیں۔ محدثین سندِ عالی زیادہ صحیح ہونے کے باوجود سندِ نازل کو بھی قبول کرتے اور اسے ترجیح دیتے رہے ہیں۔

احادیث کی اقسام و انواع کے بیان کے بعد اب ہم حدیثِ صحیح پر تفصیلی گفتگو کریں گے:

حدیثِ صحیح کا بیان

حدیثِ صحیح کی بحث میں بھی حسبِ سابق میں ان مباحث کو ہی بیان کروں گا جو عام طور پر پڑھی یا پڑھائی نہیں جاتیں۔ اس ضمن میں نہایت ہی اہمیت کے حامل موضوعات کو بیان کرتے ہوئے ہماری گفتگو کا دائرہ کار حدیثِ صحیح کے بارے پائے جانے والے اشکالات کا ازالہ کرنے اور ابہامات کو دور کرنے تک محیط ہوگا۔

علوم الحدیث پر ابن الصلاح کا ''مقدمہ'' بنیادی نوعیت کا حامل ہے۔ علوم الحدیث پر لکھنے والے جملہ ائمہ نے اس سے ہی اکتسابِ فیض کیا۔ اس ''مقدمہ'' کا خلاصہ امام نووی نے ''ارشاد طلاب الحقائق'' کے نام سے لکھا جسے عام لفظوں میں ''کتاب الارشاد'' کہہ سکتے ہیں۔ بعد ازاں امام نووی نے ''ارشاد طلاب الحقائق'' کی تلخیص ''التقریب'' کے نام سے لکھی۔ ''التقریب'' علوم الحدیث پر ایک متن کا درجہ رکھتی ہے۔ معلوم نہیں آج کل پاکستان کے کن کن مدارس اور جامعات میں یہ پڑھائی جاتی ہے مگر التقریب ایک ایسی کتاب ہے جو پڑھے جانے کے قابل سب سے اعلیٰ متن ہے۔ ''التقریب'' کی شرح امام سیوطی نے ''تدریب الراوي علی التقریب للنووي'' کے نام سے لکھی۔

حدیثِ صحیح کی بحث کے لیے میں امام نووی کی ''التقریب'' کی عبارت بطورِ بنیاد آپ کے سامنے بیان کروں گا۔ امام نووی نے ''التقریب'' میں جن الفاظ سے آغاز کیا ہے، ابن الصلاح، امام سیوطی، امام زین الدین العراقی، امام زرکشی، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام سخاوی الغرض دیگر کئی ائمہ نے بھی یہیں سے آغاز کیا اور اسی اسلوب کو اپنایا ہے۔

''التقریب'' میں امام نووی مقدمہ کے بعد لکھتے ہیں:

الحدیث صحیح و حسن وضعیف.

حدیث کی تین قسمیں ہیں: حدیثِ صحیح، حدیثِ حسن حدیثِ ضعیف۔

ہر امامِ فن اور علم الحدیث کے ہر عالم نے اپنی کتاب کی عبارت کا آغاز یہیں سے کیا ہے اور حضور علیہ السلام سے مروی حدیث کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے کہ صحیح بھی حدیث کی قسم ہے اور یہ اعلیٰ قسم ہے۔ حسن بھی حدیث کی قسم ہے اور یہ وسطی قسم ہے اور ضعیف کو بھی حدیث ہی کی قسم لکھا ہے اور یہ ادنیٰ قسم ہے۔

اس بات کو تاکیداً بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کسی ایک امام نے 12 سو سال کی علم الحدیث کی تاریخ میں یعنی امام بخاری سے بھی پہلے کسی نے کسی حدیث کو ''ضعیف'' کہہ کر اسے حدیث کے دائرے سے خارج نہیں کیا۔ امام بخاری و امام مسلم کے شیوخ، امام اعظم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام سفیان الثوری، حماد بن زید، یحییٰ بن معین، امام ابن المدینی، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ الغرض جملہ ائمہ حدیث میں سے کسی عالم نے تاریخِ علم میں ضعیف کو حدیث کے دائرے اور عنوان سے خارج نہیں کیا۔

اگر ضعیف مطلقاً اور قطعی طور پر رد کر دی گئی ہوتی تو عنداہل العلم اسے ''خبر مردود'' میں شامل نہ کیا جاتا۔ لفظ مردود کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ جو چیز دو حدوں کے درمیان گھومتی رہے۔ ایک طرف ''صحیح'' کی حد ہے اور دوسری طرف ''موضوع'' کی حد ہے اور ضعیف ان حدوں کے درمیان گھومتی ہے، کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر، کبھی پیچھے ہٹتی ہے اور کبھی آگے بڑھتی ہے، کبھی اس کا رتبہ نیچے جاتا ہے اور کبھی اس کا رتبہ اوپر جاتا ہے۔ رد کا لفظ صرف Reject کے معنی میں استعمال نہیں

ہوتا۔ پیچھے مڑنے، پیچھے ہٹنے کو بھی رد کہتے ہیں۔ پس آگے پیچھے ہونا، گھومنا، پلٹنا اس ضمن میں آتا ہے۔

اگر حدیثِ ضعیف شریعت، علمِ حدیث، علماء اور ائمہ کے ہاں ایک ایسی خبر ہوتی جسے قطعی طور پر قبول نہیں کیا جائے گا تو پھر ہر امامِ فن حدیث کی تعریف کرتے ہوئے یہ لکھتا کہ

الحديث صحيح و حسن.

حدیث کی دو قسمیں ہیں: صحیح اور حسن۔

ضعیف کو حدیث کی تیسری قسم کے عنوان کے تحت درج ہی نہ کیا جاتا۔ میری اس تشریح کی بنیاد ''التقریب'' (امام نووی) کی شرح التدریب (امام سیوطی) کی عبارت ہے۔ حدیث کی تین اقسام: ''صحیح، حسن، ضعیف'' کی تشریح میں امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

وإنما لم يذكر الموضوع لأنه ليس في الحقيقة بحديث إصطلاحاً بل يزعم واضعه.

(سيوطي، التدريب، ص ٦٠)

انہوں (ائمہ امام ابن الصلاح، امام نووی وغیرہ) نے موضوع کا ذکر نہیں کیا یعنی یوں نہیں کہا کہ

''**الحديث صحيح و حسن و ضعيف و موضوع**''

اس لئے کہ موضوع حقیقت میں اصطلاحی طور پر حدیث ہی نہیں ہوتی۔ جس کو تحقیقِ اسناد کے بعد موضوع کا Title مل جائے تو وہ حدیث رہتی ہی نہیں ہے، اسی لئے کسی امام نے حدیث کی تعریف میں ''موضوع'' کو ذکر نہیں کیا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ''موضوع'' کو کتبِ اصول الحدیث میں ذکر کیوں کرتے ہیں؟ امام سیوطی اس کا جواب دیتے ہیں کہ **بل يزعمه واضعه.**

''بلکہ اُس خبر کا گھڑنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ یہ حدیث ہے''۔

موضوع چونکہ ''**المختلق المصنوع**'' ہے، لہٰذا اُس کے گھڑنے اور گمان کرنے کی وجہ سے بحث کی خاطر کتاب میں اس کو درج کرتے ہیں لیکن جب حدیث لکھ کر اُس کی تین اقسام بیان کرتے ہیں تو اُس میں حدیث کے دائرے سے ''موضوع'' کو خارج کر دیتے ہیں اور اُس میں صرف ''صحیح، حسن اور ضعیف'' آتی ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ضعیف اصلاً حدیث ہی ہے مگر راوی یا سند کے کسی نقص کی وجہ سے درجے میں نیچے ہوگئی ہے۔

اس کو ایک مثال سے واضح کرتا ہوں کہ ہم اپنی معمول کی زندگی میں مریض اور میت کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ مریض مریض ہوتا ہے، میت نہیں ہوتا۔ جب روح قفسِ عنصری سے پرواز کر جائے، بندہ مرجائے تو ہم اُس کی عیادت کرنے نہیں جاتے بلکہ گھر والوں سے تعزیت کے لئے جاتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ مریض کو دیکھنے گئے تھے بلکہ اب کہتے ہیں کہ میت کو دیکھنے گئے تھے۔ اُس کا عنوان بدل جاتا ہے اور روح قفسِ عنصری سے نکلنے کے بعد اب وہ مریض نہیں رہتا بلکہ وہ میت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر روایت کذب کی بنیاد پر ہو کہ راوی جھوٹا ہے اور اس کی سند رتبہ میں انتہائی نیچے چلی گئی ہے تو اُس کو ''موضوع'' کا نام دے دیتے ہیں پھر وہ ضعیف نہیں رہتی بلکہ وہ موضوع بن جاتی ہے۔

☆ موضوع سے پہلے بھی ایک درجہ ہے اسے ''مطروح'' (جس کو چھوڑ دیا جائے) کہتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی روایت جب ''موضوع'' کے قریب جاتی ہے یعنی ہماری بیان کردہ مثال کے مطابق حالتِ نزع کے قریب جاتی ہے تو اس کو ''مطروح'' کہتے ہیں۔ ''مطروح'' سے اوپر ''متروک'' کا درجہ ہے۔ ''متروک'' سے اوپر ''منکر'' کا درجہ ہے اور پھر اس کے اوپر ''ضعیف'' کا درجہ ہے اور پھر ''ضعیف'' کی تمام اقسام آتی ہیں۔ گویا یہ ترتیب اس طرح بن جاتی ہے:

۱۔ضعیف۔ ۲۔منکر۔ ۳۔متروک۔ ۴۔مطروح۔ ۵۔موضوع

موضوع **اشر الضعاف** کو کہتے ہیں۔ جو چیز کلیتاً رد ہوجائے اور جسے قطعاً نہ بیان کیا جائے، نہ قبول کیا جائے اور نہ عمل کے لائق ہو، وہ صرف ایک قسم ہے اور یہ حدیث کے عنوان سے بھی خارج ہے، اُس کو ''موضوع'' کہتے ہیں۔ اُس سے اوپر حدیث کی ساری اقسام کا علاج اور ارتقاء ہوتا ہے۔

❁❁❁❁❁

الفقہ: آپ کے فقہی مسائل

تقسیمِ وراثت اور اسلام کا وضع کردہ نظام

سورۃ النساء میں بیٹے، بیٹیوں، شوہر، بیوی، بھائیوں، بہنوں کو وراثت میں سے حصہ دینے کے احکامات تفصیل سے بیان ہوئے ہیں

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: تقسیم وراثت کے ضمن میں اسلام کا وضع کردہ نظام کیا ہے؟

جواب: ہمارے معاشرے میں جس طرح دیگر قوانین پر عملدرآمد نہیں ہو رہا، اسی طرح وراثت کے متعلق قوانین بھی عملاً غیر مؤثر ہیں۔ اسلام نے تقسیمِ وراثت کا مکمل نظام وضع کیا ہے اور قرآن و حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ ورثاء کے حصے بیان کیے گئے ہیں۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًاo (النساء، ۴: ۷)

’’مردوں کے لیے اس (مال) میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کے لیے (بھی) ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے ترکہ میں سے حصہ ہے۔ وہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ (اللہ کا) مقرر کردہ حصہ ہے‘‘۔

اسی طرح تقسیم وراثت کے موقع پر غیر وارث رشتہ داروں، یتیموں اور محتاجوں کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًاo

’’اور اگر تقسیمِ (وراثت) کے موقع پر (غیر وارث) رشتہ دار اور یتیم اور محتاج موجود ہوں تو اس میں سے کچھ انہیں بھی دے دو اور ان سے نیک بات کہو‘‘۔ (النساء، ۴: ۸)

بیٹے، بیٹیوں، والدین، شوہر، بیویوں، بھائیوں اور بہنوں کو وراثت سے حصے دینے کے احکامات بالخصوص سورۃ النسآء (آیت: ۱۱، ۱۲، ۱۷۶) میں تفصیلاً بیان کیے گئے ہیں۔ قرآن وحدیث میں بیان کردہ قانون وراثت کا نچوڑ اور تقسیمِ ترکہ کی ترتیب مختصر انداز میں ذیل میں درج کی جا رہی ہے:

۱۔ سب سے پہلے میت کے قابلِ تقسیم ترکہ سے ’’ذوی الفروض‘‘ (اصحابِ فرائض) کو حصہ دیا جاتا ہے۔ یہ وہ ورثاء ہیں جن کے حصے قرآنِ مجید میں مقرر ہیں۔ ان ورثاء میں باپ، دادا اوپر تک، اخیافی (ماں شریک) بھائی، شوہر، بیوی، بیٹی، پوتی نیچے تک، حقیقی بہن، علاتی (باپ شریک) بہن، اخیافی بہن، ماں اور جدہ (دادی اور نانی) اوپر تک شامل ہیں۔

۲۔ ’’اصحابِ فرائض‘‘ کو ان کے مقررہ حصے دینے کے بعد باقی مال ’’عصبہ‘‘ کو ملتا ہے۔ یہ میت کے وہ ورثاء ہیں جن کو اصحابِ فرائض سے بچا ہوا تمام مال مل جاتا ہے اور اصحابِ فرائض نہ ہونے کی صورت میں تمام ترکہ ہی ان کو ملتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

’’میراث اُس کے حق دار لوگوں کو پہنچا دو اور جو باقی بچے

تو وہ سب سے قریبی مرد کے لیے ہے‘‘۔
(بخاری، الصحیح، کتاب الفرائض، باب میراث الولد من أبیہ وأمہ، ۶: ۲۴۷۶، رقم: ۵۱۶۳، دار ابن کثیر الیمامۃ)

عصبہ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔عصبہ نسبی ۲۔عصبہ سببی

عصبہ نسبی وہ ہیں جن کا میت سے ولادت کا تعلق ہو اور عصبہ سببی وہ ہیں جن کا میت سے عتاق (غلامی) کا تعلق ہو۔ لیکن آج کل عصبہ کی یہ دوسری قسم ختم ہو چکی ہے۔

عصبہ نسبی کی مزید تین اقسام ہیں:

۱۔عصبہ بنفسہ ۲۔عصبہ بغیرہ ۳۔عصبہ مع غیرہ

۳۔ اگر کسی بھی قسم کے عصبہ نہ ہوں تو باقی مال دوبارہ نسبی اصحابِ فرائض میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اس عمل کو ’’رد‘‘ کہتے ہیں لیکن اس میں زوجین کو شامل نہیں کیا جاتا کیونکہ یہ سببی یعنی رشتہ زوجیت کے سبب وارث ہوتے ہیں۔

۴۔ اگر اصحابِ فرائض اور عصبات میں سے کوئی وارث زندہ نہ ہو تو ’’ذوی الارحام‘‘ کو ترکہ ملتا ہے۔ یہ میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کا حصہ قرآن وحدیث میں مقرر نہیں ہے، نہ اجماع سے طے پایا ہے اور نہ وہ عصبات ہیں، جیسے پھوپھی، خالہ، ماموں، بھانجا اور نواسہ وغیرہ۔

۵۔ اگر ذوی الارحام بھی نہ ہوں تو ’’مولی الموالات‘‘ کو ترکہ ملتا ہے۔ فقہ کی اصطلاح ایک خاص قسم کے معاہدہ کو ’’موالات‘‘ کہتے ہیں۔ میراث میں یہ عقد احناف کے ہاں معتبر ہے جبکہ شوافع کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ اس کے مولی بننے کی بھی کچھ شرائط ہوتی ہیں۔

۶۔ مذکورہ بالا ورثاء میں سے کوئی نہ ہو تو وہ شخص وارث ہوگا جس کے لیے میت نے اپنے غیر سے نسب کا اقرار کیا ہو یعنی کسی مجہول النسب کے بارے میں یہ کہا ہو کہ یہ میرا بھائی یا چچا ہے، اور اس کے اس اقرار سے اس کا نسب اس غیر سے ثابت ہوا ہو، اور اقرار کرنے والے نے اپنے اقرار سے موت تک رجوع بھی نہ کیا ہو تو وہ مقرلہ بھائی یا چچا ہونے کی حیثیت سے وارث ہوگا۔ اس کی بھی کچھ شرائط ہیں۔

۷۔ اگر مذکورہ بالا ورثاء میں سے کوئی نہ ہو اور میت نے کسی کے لیے ایک تہائی سے زائد یا سارے ترکہ کی وصیت کی ہو تو تہائی سے زائد یا سارا ترکہ اسی کو دے دیا جائے گا۔

۸۔ اگر مذکورہ بالا تمام لوگوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو میت کا ترکہ بیت المال میں جمع کروا دیا جائے گا۔

☆ آخر میں ایک قابلِ توجہ بات بیان کرنا ضروری ہے کہ وراثت سے حصہ پانے کے لیے وارث اور مورث کا دین ایک ہونا ضروری ہے کیونکہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لاَ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلاَ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ.

’’مسلمان کسی کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ ہی کافر کسی مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے‘‘۔ (بخاری، الصحیح، کتاب الفرائض، باب لا یرث المسلم الکافر۔۔۔، ۶: ۲۴۸۴، رقم: ۶۳۸۳)

مذکورہ بیان کردہ ترتیب سے ہی ورثاء میں حصے تقسیم کیے جائیں گے۔ یاد رہے کہ بعض اوقات کچھ ورثاء کی موجودگی میں کچھ دوسرے ورثاء محروم ہو جاتے ہیں، جیسے قریبی وارث کی موجودگی میں دور والا وارث محروم ہو جاتا ہے۔

سوال: اصلاح کی غرض سے بچوں کی تادیب کا کیا حکم ہے؟

جواب: مار پیٹ اور سزا سے بچوں کو تکلیف اور شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔ بعض اوقات والدین اور اساتذہ بچوں کو ان کے ناقابلِ قبول رویوں پر سزا دینا اپنا حق سمجھتے ہیں تاکہ وہ انہیں فوری نظم و ضبط کا پابند بنا سکیں۔ جبکہ ان کے اس رویے سے اصلاح کی نسبت بگاڑ کا احتمال زیادہ ہے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ بچوں کی اصلاح کے لیے ترغیب و ترہیب دونوں ضروری ہیں، کیونکہ بعض اوقات صرف ترغیب کارگر نہیں ہوتی اور فقط تربیت پر اکتفاء کرنا بھی ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیے والدین اور اساتذہ کو موقع و محل کی مناسبت سے وقتاً فوقتاً دونوں پر عمل کرنا چاہیے۔

اسلام دینِ فطرت ہے اور ہر معاملہ میں اعتدال کا سبق دیتا ہے۔ تعلیم کے میدان میں نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی مشعلِ راہ

ہے۔ آپ ﷺ بچوں کی تعلیم و تربیت کے معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ اور برا بھلا کہنے کی بجائے انہیں پیار، محبت اور حکمت سے سمجھاتے۔ حضرت معاویہ بن حکم السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهُ! مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي لَكِنِّي سَكَتُّ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي، مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، فَوَاللهِ، مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي، قَالَ: إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ.

’’میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک تھا کہ جماعت میں کسی شخص کو چھینک آئی، میں نے کہا: یرحمک اللہ۔ لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا: کاش یہ مر چکا ہوتا، تم مجھے کیوں گھور رہے ہو؟ یہ سن کر انہوں نے اپنی رانوں پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا۔ جب میں نے سمجھا کہ وہ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں! میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر کوئی سمجھانے والا نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم! (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) آپ ﷺ نے مجھے جھڑکا نہ برا بھلا کہا، نہ مارا، بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز میں باتیں نہیں کرنی چاہئیں؛ نماز میں صرف تسبیح، تکبیر اور تلاوت کرنی چاہیے‘‘۔

(مسلم، الصحیح، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب تحریم الکلام فی الصلاۃ ونسخ ما کان من إباحتہ، ۱: ۳۸۱، رقم: ۵۳۷)

معلم میں حلم الطبع اور عفو و درگزر جیسی صفات کا ہونا ازحد ضروری ہے۔ اگر بچوں کی کسی غلطی پر معلم کو غصہ آ جائے تو وہ درگزر کرنے کی بجائے مار پیٹ اور غصے سے طلبہ کو اور بھی متنفر کر دیتا ہے۔ حالانکہ اس مسئلہ کا صحیح حل ایسی تادیبی کارروائی کرنا ہے، جو تعمیری ہو۔ مثلاً اگر معلم نے بچے کو ہوم ورک دیا اور اگلے دن کلاس میں بچے نے کہا کہ میں نے واقعی کام کر لیا ہے مگر ہوم ورک کی کاپی گھر بھول آیا ہوں، بعد ازاں استاد کو تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے تو تعمیری سزا کے طور پر استاد اس بچے کی تفریح کے وقت اسے وہی کام دو یا تین مرتبہ لکھنے کو دے۔ اس سے بچے کو پریشانی لاحق ہوگی کیونکہ تفریح کے وقت کوئی بچہ بھی مقید ہونا پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا معلم بچوں کی غلطیوں پر درگزر کرتے ہوئے سزا کی بجائے بقدرِ ضرورت تعمیری و تادیبی کارروائی عمل میں لائے۔

بچوں کے ساتھ والدین کا رویہ بھی یہی ہونا چاہیے کیونکہ بیجا ڈانٹ ڈپٹ اور ہر وقت کی مار پیٹ بچوں پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ مار پیٹ سے بچوں پر مرتب ہونے والے منفی اثرات میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ ہر وقت کی ڈانٹ ڈپٹ، مار پیٹ اور غصہ نہ صرف بچوں کی ذہنی و جسمانی نشوونما پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ والدین و اساتذہ اور بچوں میں دوری کا بھی سبب بنتا ہے۔ وہ کسی کو بھی اپنی بات سمجھانے سے قاصر رہتے ہیں۔

۲۔ بچے اپنے والدین اور اساتذہ کا عکس ہوتے ہیں۔ اگر والدین بیجا غصہ اور رعب جماتے رہیں گے تو بچوں کی عادت میں بھی یہی رنگ نظر آئے گا۔

۳۔ بچے انتہائی خاموش اور سہمے سہمے سے رہتے ہیں۔ بچپن کا وہ چلبلا پن جو بچوں کی فطرت ہے، وہ ان میں مفقود ہو جاتا ہے۔

۴۔ بچے جب اپنے جذبات مجروح ہوتے دیکھیں گے تو ان کے اندر منفی احساسات پیدا ہو جائیں گے۔ خود اعتمادی کے فقدان کے باعث وہ کسی بھی تعمیری کام میں حصہ لینے سے گھبراتے رہیں گے۔

۵۔ بچوں کی مثبت صلاحیتیں منفی رخ اختیار کر لیتی ہیں جس کے نتائج نہ صرف گھر کے اندر خرابی کا باعث بنتے ہیں بلکہ پورے معاشرے کے لیے بھی وبال بن جاتے ہیں۔

❁❁❁❁❁

کورونا وائرس: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خصوصی گفتگو

عامۃ الناس کورونا وائرس کی روک تھام کیلئے حکومتی ہدایات پر عمل کریں

بعض لوگ کم علمی کی وجہ سے تقدیر اور تدبیر کو خلط ملط کرتے ہیں

آپ ﷺ نے وباء سے متاثرہ علاقوں میں آمدورفت اور میل ملاپ سے منع کیا

رپورٹ: نوراللہ صدیقی

کورونا وائرس نے پوری دنیا کو متاثر کیا ہے، اسے ایک عالمگیر وبا قرار دیا گیا ہے، اس سے بچاؤ کے لیے ملکی و بین الاقوامی ہیلتھ آرگنائزیشن جو احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ہدایات جاری کر رہی ہیں ان پر من وعن عمل درآمد کیا جائے۔ ایسی آفات پر قرآن وسنت اور نبوی تعلیمات سے جو ہدایات اور راہنمائی ملتی ہے، میں وہ آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ انسانی تاریخ میں کورونا وائرس سے قبل دس تباہ کن وبائیں پھوٹ چکی ہیں، جن میں ایک وبا طاعون کی بھی تھی جسے پلیگ کہتے ہیں۔ ایسی عالمگیر وباؤں کے موقع پر کچھ کام اور اقدامات حکومتوں کے کرنے کے ہوتے ہیں اور کچھ کام Social Responsibilite (معاشرتی ذمہ داری) کے تحت عامۃ الناس کے کرنے کے ہوتے ہیں۔ سوسائٹی کے ہر فرد اور خاندان پر لازم ہے کہ ایسی آفات کے آنے پر وہ اپنا ذمہ دارانہ سماجی کردار ادا کریں۔ کورونا وائرس ایک خطرناک وبا ہے یہ کوئی روایتی وبا نہیں ہے کہ اس سے روایتی طور طریقے اختیار کر کے نمٹا جا سکے۔

حفاظتی اقدامات

کچھ حفاظتی اقدامات کا ذکر اگرچہ تکرار کے زمرے میں آتا ہے اور آپ متعدد بار یہ ہدایات سن بھی چکے ہوں گے تاہم معاملہ کی حساسیت کے پیش نظر بار بار بیان کرنے کا مقصد ذہن نشین کرانا ہے:

۱۔ کرونا وائرس سے بچنے کیلئے ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ صابن سے ہاتھوں کو اچھی طرح دھوتا رہے۔ یہ پہلا حفاظتی قدم ہے۔ ایک وقت میں کم از کم 20 سیکنڈ تک ہاتھوں کو دھوئیں۔ اس آفت سے خود کو اور دوسروں کو محفوظ بنانے کی یہ ایک ناگزیر ضرورت ہے۔

۲۔ کھانسی اور چھینک کی صورت میں ٹشو پیپر، رومال یا کوئی کپڑا منہ پر رکھیں تاکہ جراثیم ہوا میں نہ جائیں۔

۳۔ اگر ہاتھ دھلے ہوئے نہیں ہیں تو اپنے ہاتھوں کو منہ، ناک، آنکھ اور چہرے کو نہ لگائیں۔ کرونا وائرس منہ، ناک اور آنکھ کے راستے سے جسم میں داخل ہوتا ہے۔

۴۔ اگر نزلہ فلو، بخار ہے تو کسی دوسرے کو ٹچ نہ کریں، گھر میں رہیں، اس دوران مصافحہ بھی نہ کریں، کسی کو گلے بھی نہ ملیں۔

۵۔ اجتماعات میں جانے سے پرہیز کریں۔ اس کا اطلاق نماز جمعہ کے اجتماعات، سیاسی، سماجی، سوشل میٹنگز پر بھی کریں یہاں تک کہ خاندان اور گھر کے اندر بھی اس پر عمل پیرا رہیں۔

٦۔ موجودہ ہنگامی صورتحال کے پیش نظر بڑے یا محدود پیمانے پر باڈی کا انٹرایکشن ختم کر دیں۔

۷۔ غیر ضروری سفر ختم کر دیں اور گھروں میں رہیں۔ اگر ناگزیر نہ ہو تو سفر اختیار نہ کریں۔ اگر آپ سفر کریں گے تو لامحالہ جس ٹرین، بس، رکشے، ٹیکسی میں آپ سفر کریں گے اس میں آپ کے بیٹھنے سے قبل کوئی اور بھی بیٹھا ہوگا، آپ کو نہیں معلوم کہ کس انسانی جسم کی علامات کیا تھیں؟ کس باڈی میں وائرس تھا یا نہیں تھا؟

۸۔ کرونا وائرس کی یہ خاصیت ہے کہ وہ لکڑی پر بھی منتقل ہو جائے تو ایک مخصوص مدت تک کسی دوسرے نفس میں منتقل ہونے کی طاقت رکھتا ہے۔ کرونا وائرس لکڑی، کرسی، ٹیبل اور زیر استعمال

رہنے والی اشیاء کے ذریعے دوسروں تک منتقل ہوسکتا ہے۔ یہ وائرس نہ صرف بلاواسطہ منتقل ہونے کی طاقت رکھتا ہے بلکہ بلواسطہ بھی منتقل ہوسکتا ہے۔ جس جگہ بھی آپ بیٹھیں، اسے اچھی طرح صاف کریں اور اپنے زیر استعمال اشیاء کی صفائی کا بھی پوری طرح خیال رکھیں۔ سب سے اہم چیز ہاتھوں کی صفائی ہے۔

☆ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ ان تدابیر کو اختیار کرے۔ میں تمام تنظیمی، تحریکی ذمہ داران، کارکنان کو سختی سے یہ ہدایت کررہا ہوں کہ وہ اپنی سماجی، قومی، ملی، جماعتی، تحریکی، معاشرتی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے مذکورہ بالا حفاظتی تدابیر اختیار کرے اور اس ضمن میں کسی قسم کی غفلت کا مرتکب نہ ہو۔ نہ صرف خود ان ہدایات پر عمل کرے بلکہ اپنے اہلخانہ، عزیز و اقارب اور دوست احباب تک بھی یہ پیغام قومی، ملی، دینی فریضہ سمجھ کر پہنچائے۔ سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیز، نجی محفلوں میں ہر جگہ ان ہدایات پر عمل ہونا چاہیے۔

☆ میری دنیا بھر کے کارکنان، تنظیمات اور ذمہ داران کو یہ ہدایت ہے کہ کرونا وائرس سے بچاؤ کے لیے حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کے ضمن میں حکومتوں اور ان کے متعلقہ اداروں کی طرف سے جو ہدایات ملیں، ملک، معاشرے اور انسانیت کی حفاظت اور بقاء کے جذبہ کے ساتھ ان پر عمل کریں اور حکومتی مہمات کے ساتھ تعاون کریں، اس سے وباء کو روکنے میں مدد ملے گی۔اس حوالے سے ماڈرن سائنس سے آگاہی مل رہی ہے، ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشنز کی طرف سے بھی تلقین کی جارہی ہے اورڈاکٹرز بھی اپنا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

☆ ان ہدایات کونظر انداز ہرگز نہ کریں اور خوفزدہ ہونے کی بھی ضرورت نہیں۔ احتیاط اور تدبیر کو نظر انداز کرنے والا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند نہیں ہے۔ تدبیر اور احتیاط کو نظر انداز کرنے کا نام توکل نہیں ہے اور نہ ہی اس کا تعلق تقدیر سے ہے۔ تقدیر اور تدبیر الگ الگ موضوعات ہیں۔ پیشگی حفاظتی اقدامات بروئے کار لانا الگ چیز ہے اور اللہ اور اس کی مشیت پر بھروسہ کرنا الگ باب اور موضوعِ بحث ہے۔ بعض لوگ کم علمی کی وجہ سے ان دونوں امور کو آپس میں خلط ملط کرتے ہیں۔ بیماریوں سے بچنے کیلئے تدابیر اختیار کرنے کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سختی سے دیا ہے۔

وبائی علاقوں میں جانے اور وہاں موجود لوگوں کا وہاں سے نکلنے پر پابندی

بحیثیت مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ سب سے بڑی آگاہی ،رہنمائی اور ہدایت کا سرچشمہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات ہیں۔ پہلے وقتوں میں طاعون کی وباء آتی تھی، یہ بھی ایک طرح کا وائرس تھا، اس سے ہزار ہا اموات ہوتی تھیں۔ تاریخ میں مختلف معاشروں اور سوسائٹیز میں یہ وباء آتی رہی ہے۔ اس وقت میڈیکل سائنس،شعور اور آگاہی نہیں ہوتی تھی اور احتیاط بھی نہیں برتی جاتی تھی جس کی وجہ سے ہزاروں اموات ہوتی تھیں۔

☆ صحیح بخاری ''باب الطب'' میں ایک مضمون طاعون کا ہے، اس میں موجود حدیث نمبر 5728 کا مفہوم یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اگر تم سنو کہ کسی ملک، کسی شہر، کسی سرزمین کے بارے میں کہ وہاں طاعون کی وباء پھیل گئی ہے تو اس ملک میں، اس خطے میں، اس علاقے میں ہرگز داخل نہ ہو اور اگر کسی علاقے، شہر، ملک میں یہ وباء پھیل جائے جہاں آپ پہلے سے موجود ہوں تو پھر وہاں سے باہر نہ جاؤ۔

اس زمانے میں ٹیسٹ لیبارٹریز نہیں ہوتی تھیں کہ اس بات کا پتہ چلایا جاسکے کہ کس شخص میں وباء کے اثرات ہیں اور کس میں نہیں ہیں؟ لہٰذا حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کی ایک ایسی احتیاطی تدبیر بتا دی جس کی آج کی ماڈرن سائنس توثیق کررہی ہے کہ متاثرہ علاقہ، ملک اور معاشرہ کا سفر اور آمدورفت کو روک دیا جائے تاکہ اس موذی وباء سے ان علاقوں، خطوں اور ملکوں کے عوام کو بچایا جا سکے۔ چونکہ طاعون ایک متعدی مرض ہے جو ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل ہوتا ہے، اسی لیے دونوں صورتوں میں انٹرایکشن سے روک دیا گیا۔

☆ صحیح مسلم (حدیث نمبر 2218) میں حضرت خبیبؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے ،ہمیں خبر ملی کہ کوفہ میں طاعون کی وباء پھوٹ پڑی ہے۔ مجھے حضرت عطاء بن یسار، صحابہ اور تابعین نے بتایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے اگر تم کسی علاقے، خطے یا ملک میں پہلے سے موجود ہو اور وہاں

وباء آ جائے تو پھر اس شہر سے نکل کر وہاں نہ جاؤ جہاں وباء نہیں ہے تاکہ اس کے جراثیم تم ساتھ لے کر نہ جاؤ۔

یعنی اگر آپ کو یہ خبر پہنچے کہ یہ وباء پہلے سے کسی علاقے، ملک یا شہر میں موجود ہے اور آپ باہر ہیں تو پھر اس ملک یا شہر میں داخل نہ ہوں۔

☆ ایک دوسری روایت میں امام مسلم نے یہ الفاظ بھی لکھے ہیں کہ اگر کسی ایک علاقے میں یہ وباء آ گئی ہے اور تم وہاں موجود ہو تو پھر اس علاقے کو چھوڑ کر نہ جاؤ، ورنہ تم ان علاقوں تک بھی یہ وباء اپنے ساتھ لے جاؤ گے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے متعدی امراض کے پھیلاؤ کی روک تھام کیلئے جو ہدایات اور گائیڈ لائن دے دی ہے اس پر سختی سے عمل کرنا ہم سب پر فرض اور لازم ہے۔

وبائی مرض کے شکار افراد کو الگ رکھنے کا حکم

آج کل جس شخص میں کرونا وائرس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اسے آئسولیشن میں بھیج دیا جاتا ہے جسے Quarantine اور اردو میں قرنطینہ کہا جاتا ہے۔ ایسے متاثرہ مریض کو دوسروں سے الگ تھلگ کر کے اس کا علاج کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مکمل طور پر صحت یاب نہ ہو جائے۔ مرض کی موجودگی تک دوسروں سے قطع تعلق (Cut off) ہو جانے اور میل میلاپ نہ رکھنے اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا آج کا یہ جدید طبی تصور حضور نبی اکرم ﷺ نے آج سے 14 سو سال قبل ارشاد فرما دیا تھا اور آج چین سمیت کورونا وائرس سے متاثرہ ترقی یافتہ ملک ان احتیاطی تدابیر پر عمل پیرا ہیں۔

☆ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث مبارک میں آیا ہے کہ متاثرہ ملک میں داخل نہ ہوں اور اگر متاثرہ ملک میں آپ پہلے سے موجود ہیں تو وہاں سے نہ نکلو۔ اگر نکلو تو پھر آئسولیشن (تنہائی) میں جائیں اور جب تک وباء ٹل نہ جائے لوگوں سے میل میلاپ نہ رکھیں، یعنی صرف اس صورت میں متاثرہ علاقے سے نکلنے کی اجازت ہے کہ آپ مکمل تنہائی اختیار کریں جسے آج کی جدید طبی اصطلاح میں Quarantine کہا جاتا ہے۔

☆ صحیح بخاری کی حدیث نمبر 5771 میں حضرت ابو سلمٰی روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص ایسے مرض یا وباء میں مبتلا ہے جس سے دوسرے کو منتقل ہونے کا اندیشہ ہے تو وہ صحت مند آدمی کے قریب نہ جائے یا صحت مند آدمی اس متاثرہ شخص کے قریب نہ جائے اور کسی قسم کا معانقہ یا باڈی کا انٹرایکشن نہیں ہونا چاہیے۔

اس کا مطلب ہے مصافحہ سے پرہیز کیا جائے، جسمانی (Physically) قربت اختیار کرنے سے احتراز برتا جائے، گلے نہ ملا جائے۔ اسی میں نماز جمعہ کے اجتماع سمیت تمام سیاسی، سماجی اجتماعات بھی شامل ہیں۔ یہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات گرامی ہیں، اس لیے اس حوالے سے اگر کوئی اور طرح کی بات کرتا ہے تو وہ محض لاعلمی کی وجہ سے کرے گا۔ تدبیر اختیار کرنا نبوی تعلیمات ہیں۔

☆ دوسرا معنی محدثین نے **ممرد** لکھا ہے۔ **ممرد** ایسے لوگوں کو کہا جاتا تھا جن کے پاس بیمار اونٹ، بکریاں، گائے، بھینسیں مویشی ہوتے تھے اور یہ مرض کسی دوسرے مویشی کو لگنے کا احتمال ہو تو بیمار مویشیوں کو صحت مند مویشیوں کے قریب جانے سے روکا گیا تاکہ صحت مند مویشی بھی مرض سے متاثر نہ ہو جائیں۔ اگر صحت مند مویشی بھی متاثر ہوں گے تو لامحالہ ان کا دودھ عام آدمی پیے گا اور اس کے اثرات اس تک بھی پہنچیں گے اور پھر بیماری پھیلے گی۔

ممرد ہر اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو متعدی مرض میں مبتلا ہے اور اس کی بیماری دوسروں میں منتقل ہو سکتی ہے۔ ایسے مریضوں کے لیے حکم ہے کہ وہ کسی سے فزیکل رابطہ یا کسی قسم کا معانقہ یا میل میلاپ نہ رکھیں۔

☆ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ایک اور حدیث بھی روایت ہوئی ہے کہ جس کا مرض دوسرے کو ٹرانسفر ہو سکتا ہے (وہ انسان ہے یا جانور ہے) وہ صحت مند لوگوں کے ساتھ میل میلاپ نہ رکھے۔ اس سے مرض ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتا ہے۔

☆ صحیح بخاری میں ایک اور حدیث مبارکہ روایت ہوئی ہے جو جزام سے متعلق ہے۔ جزام بھی ایک متعدی مرض ہے۔ یہ بیماری کثرت سے تعلق رکھنے سے منتقل ہوتی ہے۔ صحیح بخاری حدیث نمبر 5707 میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو جزام ہو، اس سے اس طرح دور بھاگو جس طرح

شیر سے آپ اپنے آپ کو بچانے کیلئے بھاگتے ہو۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر آپ ایسے مجزوم شخص کی صحبت میں زیادہ وقت گزاریں گے تو یہ مرض آپ کو بھی لاحق ہوسکتا ہے، لہٰذا متاثرہ مریض سے دور رہیں۔

☆ ایک حدیث مبارکہ صحیح مسلم میں روایت ہوئی ہے جس کا مفہوم ہے کہ مدینہ منورہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں طائف کے نواحی علاقے ثقیف سے ایک وفد آیا جو آپ ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت کرنا چاہتا تھا، اس وفد کو ایک جگہ پر ٹھہرایا گیا اور حضور نبی اکرم ﷺ کو بتایا گیا کہ ان میں سے ایک شخص جزام کے مرض کا شکار ہے تو آپ ﷺ نے اس وفد کی طرف ایک آدمی کو بھیجا اور کہا کہ انہیں بتائیں کہ ہم نے آپ کو بیعت کر لیا ہے، آپ کا حلقہ اسلام میں داخل ہونا قبول کر لیا، لہٰذا وہاں سے واپس چلے جائیں۔

چونکہ مسجد نبوی میں لوگوں کا کثرت سے آنا جانا تھا، یہ لوگ صحت مند تھے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے تو ان کی حفاظت کے پیش نظر آپ ﷺ نے وفد کو کہلوا بھیجا کہ وہیں سے واپس چلے جائیں۔ اس طرح متعدی امراض سے بچاؤ کیلئے آپ ﷺ نے قیامت تک کے لیے ایک نسخہ کیمیاء اور تدبیر اختیار کرنے کی ہدایت فرما دی (یہاں عام مرض اور متعدی مرض کے درمیان بطور خاص تفریق رکھنا ہوگی کیونکہ ہر مرض متعدی مرض نہیں ہوتا)۔

مسند امام احمد بن حنبل میں ایک حدیث میں یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں کہ ان کو خبر کر دو کہ ان کو میں نے بیعت کر لیا ہے اور چلے جائیں۔ یہی الفاظ سنن نسائی میں روایت ہوئے ہیں۔ بیعت کا مطلب ارادہ ہوتا ہے، جب ارادہ کر لیا تو حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے، اس کے لیے مصافحہ کرنا یا معانقہ کرنا شرط نہیں ہے، یعنی حضور نبی اکرم ﷺ نے متعدی مرض میں مبتلا شخص کو اپنی مجلس میں نہیں آنے دیا۔ یہ ہم سب کے لیے مرض سے بچنے کیلئے ایک واضح تدبیر ہے جس پر عمل کرنا گویا حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت کو زندہ کرنا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا وبائی علاقہ میں داخل نہ ہونے کا فیصلہ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں متفق علیہ طور پر ایک واقعہ مذکور ہے کہ سیدنا فاروق اعظمؓ لشکر لے کر شام گئے وہاں پہلے سے حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور مسلمانوں کا لشکر موجود تھا۔ اس لشکر کی مدد کیلئے سیدنا فاروق اعظمؓ شام گئے تھے۔ جب وہ شام کے باہر ایک جگہ سرغ پر پہنچے تو وہاں ابوعبیدہ بن الجراح اور اسلامی فوج کے دیگر کمانڈر آپ کے استقبال کیلئے موجود تھے۔ انہوں نے سیدنا فاروق اعظمؓ کو اطلاع دی کہ ملکِ شام میں طاعون کی وباء پھیل گئی ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ وہیں رک گئے اور اپنا لشکر بھی وہیں روک لیا۔ شام میں داخل ہونے کے حوالے سے سینئر صحابہ کرام میں اختلاف رائے تھا۔ آپ نے مشاورت کیلئے سینئر صحابہ کرام کو باری باری بلایا جن میں انصار بھی شامل تھے اور مہاجرین بھی۔ کچھ صحابہ نے مشورہ دیا کہ ہم ایک عظیم مقصد کیلئے آئے ہیں لہٰذا یہ مقصد پورا کرنا چاہیے اور کچھ کا خیال تھا کہ واپس لوٹ جانا چاہیے۔

انسان کے مزاج جدا جدا ہوتے ہیں، کچھ پر جوش غالب آجاتا اور کچھ جوش میں بھی ہوش کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتے۔ جن کی طبیعت میں جوش اور جذبہ زیادہ تھا، ان کا موقف تھا ہم ایک مقصد کیلئے نکلے ہیں اور ہمیں اس مقصد کو ہر حال میں پورا کرنا چاہیے، لہٰذا ہمیں ملک شام میں داخل ہونا چاہیے۔ بعض کا موقف تھا کہ اے امیر المومنین! آپ کے ہمراہ جید صحابہ ہیں، یہ سب صحت مند لوگ بھی ہیں، آپ ان سب کو اس وباء کی سرزمین میں لے کر داخل نہ ہوں، یہ ان کی صحت کیلئے مناسب نہیں ہے۔ یعنی مشاورت کے اس عمل میں دو آراء سامنے آئیں: ایک کا موقف تھا کہ صحت مند لوگوں کو بیمار لوگوں میں Mixup نہ کیا جائے اور ایک رائے تھی کہ جس عظیم مقصد کیلئے آئے ہیں، اسے ہر حال میں پورا کیا جائے۔

پھر آپ نے قریش کو مشاورت کے لیے بلایا جو فتح مکہ کے سال میں مہاجر ہوئے تھے۔ ان تمام نے کہا کہ ہماری متفقہ رائے ہے کہ آپ مرض سے متاثرہ علاقہ میں نہ جائیں اور سب کو لے کر واپس چلے جائیں۔ ان صحت مند لوگوں کو وباء زدہ علاقہ میں داخل کرنا مناسب نہیں ہے۔ پھر سیدنا عمر فاروقؓ نے ان تینوں مشاورتی

نشستوں کے بعد اپنا فیصلہ سنایا کہ میں صبح کے وقت واپس مدینہ کیلئے روانہ ہورہا ہوں، لہٰذا سب لوگ اپنی اپنی سواریاں تیار کر لیں۔

جب آپ نے اپنا فیصلہ سنایا اور روانگی کے وقت کا بھی اعلان کر دیا تو اس وقت شام کے لشکر کے کمانڈر انچیف حضرت ابوعبیدہ بن الجراح جوش میں آگئے اور انہوں نے امیر المومنین سے عرض کیا: کیا آپ اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کررہے ہیں؟ سیدنا فاروق اعظمؓ نے جواباً کہا: ’’کاش ابوعبیدہ یہ بات کسی اور نے کی ہوتی‘‘، یعنی ابوعبیدہ تو اچھی طرح جانتے ہیں، انہیں یہ بات نہیں کہنی چاہیے تھی۔ پھر آپ نے جواب دیا: ہاں ابوعبیدہ، ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر اللہ کی تقدیر کی طرف جا رہے ہیں۔

یعنی شام میں وباء کا آنا اور لوگوں کا بیمار ہونا بھی اللہ کی تقدیر ہے اور جو میرے ساتھ آئے ان کو بیماری سے بچا کر واپس لے جانا بھی اللہ کی تقدیر ہے۔ تقدیر کا مطلب ہے علمِ الٰہی میں ہونا یعنی کہ بیماری کا آنا بھی علمِ الٰہی میں ہے اور جو لوگ میرے ہمراہ آئے ان کو بیماری سے بچا کر لے جانا بھی علمِ الٰہی میں سے ہے۔ کبھی تدبیر کامیاب ہو جائے تو وہی تقدیر ہوجاتی ہے۔ عالم الغیب اللہ ہے اور اصل علم اللہ کو ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے اس جواب کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اس موقع پر تشریف لائے اور انہیں جب معاملے کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ امیر المومنین اس موضوع کی مناسبت سے میرے پاس کچھ معلومات ہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا: بیان کرو۔ انہوں نے کہا میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے خود سنا ہے کہ جب سنو کہ کسی زمین پر وباء آچکی تو اس میں داخل نہ ہو اور اگر کسی ایسے علاقے میں وباء پھوٹ پڑے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے باہر نہ نکلو۔

وبائی امراض سے حفاظت کا وظیفہ

اول آخر 11 مرتبہ درود شریف کے ورد کے ساتھ 100 بار سورۃ فاتحہ کا یومیہ ورد کریں۔ جن کے پاس وقت کم ہو وہ اسے 40 مرتبہ بھی پڑھ سکتا ہے۔ سورۃ فاتحہ کا ورد شفاء کا باعث ہے، موت کے سوا ہر عارضہ اس ورد سے رفع ہو جاتا ہے۔

میری دعا ہے اللہ رب العزت ہمیں ہر آفت، وباء اور بلاء سے محفوظ و مامون رکھے۔

❁❁❁❁❁

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم محمد افضل قادری (سینئر ریسرچ سکالر FMRi) کے بڑے بھائی محترم میاں امانت علی، محترم عادل حسین عباسی (سیکورٹی انچارج ایوان قائد) کے والد محترم، محترم حافظ عابد بشیر قادری کے خالہ زاد بھائی محترم گلزار حسین (خانپور)، محترم مرزا ارشد طہرانی (سیالکوٹ) کی والدہ محترمہ، محترم الحاج محمد یونس (سابق امیر تحریک مسقط) اور ان کی اہلیہ، محترم محمد اسلم (جڑانوالہ، فیصل آباد) کی کمسن نواسی، محترم توقیر اعوان (نائب صدر PAT شمالی پنجاب) کی ہمشیرہ، محترم چوہدری سلطان (لاہور) کی زوجہ، محترم محمد افضال ندیم بٹ منہاجین (راولپنڈی) کے بڑے بھائی محترم قاری نجم الیاس بٹ، محترم علامہ قاری اختر عباس (سابقہ صدر TMQ جنڈ۔ اٹک)، محترم محمد حنیف آرائیں (ناظم ممبر شپ TMQ اسلام آباد) کی والدہ، محترم محمد سلیم قادری (PAT فیصل آباد) کے ماموں محترم محمد حسین، محترم محمد طاہر معین (ناظم TMQ جنڈ) کے ماموں محترم علامہ نوید وارثی، محترم سید سرور شاہ (گنجیال شریف) کے والد محترم سید مسکین شاہ (سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ گنجیال شریف)، محترم رائے محمد اقبال کھرل ایڈووکیٹ (نائب صدر PALM سینٹرل پنجاب) کی بھتیجی (ننکانہ)، محترم غلام شبیر (TMQ مندرہ) کی والدہ، محترم ضیاء الحسن چوھدری (TMQ مندرہ) کے والد محترم چودھری مستنیر احمد، محترم راجہ عادل سعید (اسلام آباد) کی پھوپھی اور محترم ڈاکٹر وقار حسین (اسلام آباد) کے والد محترم قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

فضائلِ شبِ برأت احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

15 ویں شبِ شعبان رحمتِ الٰہی عروج پر ہوتی ہے

شبِ برأت میں کثرت سے تلاوت قرآن، ذکر، عبادت اور دعا کرنا مستحب ہے

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ حدیث نے شبِ برأت کا تذکرہ کیا ہے

حافظ ظہیر احمد الاسنادی

شبِ برأت یعنی شعبان کی ۱۵ ویں رات کو قرآنِ حکیم میں ’لیلۃ مبارکہ‘ اور احادیث مبارکہ میں ’لیلۃ النصف من شعبان‘ کا نام دیا گیا ہے۔ اس رات کو براۃ (نجات) سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت اور خاص فضل وکرم سے لاتعداد گناہ گاروں کو دوزخ کے عذاب سے چھٹکارا اور نجات عطا فرماتا ہے۔

شبِ برأت کی فضیلت کے بیان کی حامل احادیث مبارکہ بہت سے صحابہ کرام ﷡ سے مروی ہیں۔ ان میں حضرات سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ، اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ، عبد اللہ بن عمرو بن العاص، معاذ بن جبل، ابوہریرہ، ابو ثعلبہ الخشنی، عوف بن مالک، ابوموسیٰ اشعری، ابو امامہ الباہلی اور عثمان بن ابی العاص ﷡ وغیرہم کے نام شامل ہیں۔

سلف صالحین اور اکابر علماء کے احوال سے پتہ چلتا ہے کہ اس رات عبادت کرنا، ان کے معمولات میں شامل تھا۔ اس رات عبادت، ذکر اور وعظ ونصیحت پر مشتمل محافل منعقد کرنے کو بدعت ضلالۃ کہنا سراسر احادیثِ نبوی کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ جب کہ اس رات کی فضیلت پر اُمت تواتر سے عمل کرتی چلی آ رہی ہے۔

علاوہ ازیں شب برأت کی حجیت اس بات سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ شروع سے ہی صحابہ کرام ﷡، تابعین، اَتباع تابعین اور تمام ائمہ حدیث، بشمول ائمہ صحاح ستہ اکثر نے شبِ برأت کا تذکرہ کیا ہے اور اپنی کتب حدیث میں ’بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ‘ یعنی شعبان کی پندرہویں رات کے عنوان سے مستقل ابواب بھی قائم کیے ہیں۔

اور یہ بات بھی واضح رہے کہ جب ائمہ حدیث اپنی کتاب میں کسی عنوان سے کوئی مستقل باب قائم کرتے ہیں اور اس باب کے تحت کئی احادیث لاتے ہیں تو اس سے مراد محض اپنی کتابِ حدیث کا ایک باب قائم کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد ان کا ایمان اور عقیدہ ہوتا ہے۔ ان کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد بن حنبل، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن ابی شیبہ، بزار، طبرانی، بیہقی، ابن ابی عاصم، ہیثمی الغرض تمام اَئمہ حدیث کا یہی عقیدہ تھا اور اسی پر اُن کا عمل بھی تھا۔ اس رات وہ خود بھی اختصاص و اہتمام کے ساتھ جاگ کر عبادت کرتے، روزہ رکھتے، قبرستان جاتے اور جمیع اُمت مسلمہ کے لیے بخشش ومغفرت کی دعائیں کیا کرتے تھے۔

شبِ برأت کی فضیلت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

دس سے زیادہ صحابہ کرام ﷡ سے مختلف سندوں کے ساتھ درجنوں کتب احادیث میں شب برأت اور اس کی اہمیت وفضیلت پر حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ یہاں ہم اختصار سے شب برات کی شرعی حیثیت جاننے کے لیے بعض احادیث مبارکہ بیان کرتے ہیں:

۱۔ امام بزار نے اپنی المسند میں حدیث کو نقل کرتے ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَنْزِلُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ لِأَخِيهِ.

'جب ماہِ شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر (اپنے حسبِ حال) نزول فرماتا ہے، سو وہ مشرک اور اپنے بھائی سے عداوت رکھنے والے کے سوا اپنے سارے بندوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔'

☆ امام بزار 'المسند (۱/۲۰۶، رقم/۸۰)' میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: 'ہم اس حدیث کو حضرت ابوبکر صدیق ﷺ سے مروی صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور اس حدیث کو سب سے اعلیٰ اسناد سے حضرت ابوبکر ﷺ روایت کرتے ہیں اگر اس کی اسناد میں کوئی شے ہو بھی تو حضرت ابوبکر ﷺ کی جلالت شان نے اسے مزید حسین بنا دیا ہے۔

☆ اس قول سے معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں شب کی فضیلت وخصوصیت تسلیم کرنا اور اس کو بیان کرنا اہل علم کا شروع سے ہی طریقہ رہا ہے۔ اور اس رات کی غیر معمولی فضیلت کا انکار کرنا درحقیقت احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کے عمل سے ناواقفیت کا اظہار ہے۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ؟ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ؟ أَلَا كَذَا؟ أَلَا كَذَا؟ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ.

(ابن ماجه، السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان، ۱/۴۴۴، رقم/۱۳۸۸)

'جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو تم اس کی رات کو قیام کیا کرو اور اس کے دن روزہ رکھا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ اس رات اپنے حسبِ حال غروب آفتاب کے وقت آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے تو وہ کہتا ہے: کیا کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا نہیں ہے کہ میں اسے بخش دوں؟ کوئی رزق طلب کرنے والا نہیں ہے کہ میں اسے رزق دوں؟ کیا کوئی بیماری میں مبتلا تو نہیں ہے کہ میں اسے عافیت دوں؟ کیا کوئی ایسا نہیں؟ کیا کوئی ویسا نہیں؟ یہاں تک کہ طلوعِ فجر ہو جاتی ہے۔'

۳۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ بیان فرماتی ہیں: 'ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (خواب گاہ میں) نہ پایا تو میں (آپ ﷺ کی تلاش میں) نکلی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ نا انصافی کریں گے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے سوچا شاید آپ کسی دوسری زوجہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ.

(أحمد بن حنبل، المسند، ۶/۲۳۸، رقم/۲۶۰۶۰)

'اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات کو (اپنی شان کے لائق) آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔'

علامہ مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ) 'تحفة الأحوذي، ۳/۳۶۵۔۔۔۔۔۔۳۶۷' میں لکھتے ہیں کہ جان لیں کہ شعبان کی پندرھویں رات کی فضیلت میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان (بہت سی احادیث) کا مجموعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔

☆ اس حدیثِ مبارک کی روشنی میں حضور نبی اکرم ﷺ کے عمل مبارک سے شبِ برات میں عبادت کرنا اور قبرستان جانا ثابت ہوتا ہے۔

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَطَّلِعُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ إِلَّا لِاثْنَيْنِ: مُشَاحِنٍ، وَقَاتِلِ نَفْسٍ.

'شبِ برأت کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، پس وہ دو اشخاص سخت کینہ رکھنے والے اور قاتل کے سوا اپنے بندوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔'

(أحمد بن حنبل، المسند، ۲/۱۷۶، رقم/۶۶۴۲)

۵۔ حضرت ابو ثعلبہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَطَّلِعُ اللهُ عَلٰى عِبَادِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَيُمْهِلُ الْكَافِرِينَ، وَيَدَعُ أَهْلَ الْحِقْدِ بِحِقْدِهِمْ حَتّٰى يَدَعُوْهُ. (طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲/۲۲۳-۲۲۴، رقم/۵۹۰، ۵۹۳)

'اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب کو اپنے بندوں پر نظر رحمت فرماتا ہے، چنانچہ وہ مؤمنین کی بخشش فرماتا ہے اور کفار کو مہلت عطا فرماتا ہے اور بغض و کینہ رکھنے والوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس خصلت کو چھوڑ دیں۔'

۶۔ حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَإِذَا مُنَادٍ: هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ؟ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ؟ فَلَا يَسْأَلُ أَحَدٌ إِلَّا أُعْطِيَ إِلَّا زَانِيَةٌ بِفَرْجِهَا أَوْ مُشْرِكٌ.

(بیہقی، شعب الایمان، ۳/۳۸۳، رقم/۳۸۳۶)

'جب شعبان کی پندرھویں رات ہوتی ہے تو منادی ندا دیتا ہے: کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ پس زانیہ اور مشرک کے سوا ہر سوال کرنے والے کو عطا کر دیا جاتا ہے۔'

۷۔ حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں:

خَمْسُ لَيَالٍ لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَةُ الْعِيدِ وَلَيْلَةُ النَّحْرِ. (بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۴۲، رقم/۳۷۱۳)

'پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں ہوتی: جمعہ کی رات، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرھویں رات، عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات۔'

☆ علامہ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) نے 'مجموع فتاویٰ' اور 'اقتضاء الصراط المستقیم' میں اس رات کی فضیلت و اہمیت کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ

وَأَمَّا لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقَدْ رُوِيَ فِي فَضْلِهَا أَحَادِيثُ وَآثَارٌ وَنُقِلَ عَنْ طَائِفَةٍ مِنَ السَّلَفِ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ فِيهَا. (ابن تيمية، مجموع فتاوى، ۲۳/۱۳۲)

'شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت میں بہت سی احادیث آئی ہیں اور بہت سے آثار صحابہ آئے ہیں اور اسلاف (تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین) سے ان کی بہت سی کثیر تعداد میں اقوال آئے ہیں اور یہ بات ثابت ہے کہ وہ اس رات میں خصوصی نمازیں پڑتے اور عبادت کرتے تھے۔'

علامہ ابن تیمیہ سے اس رات میں عبادت کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا:

إِذَا صَلَّى الإِنْسَانُ لَيْلَةَ النِّصْفِ وَحْدَهُ أَوْ فِي جَمَاعَةٍ خَاصَّةٍ كَمَا كَانَ يَفْعَلُ طَوَائِفُ مِنَ السَّلَفِ فَهُوَ أَحْسَنُ.

(ابن تيمية، مجموع فتاوى، ۲۳/۱۳۱)

'جب کوئی انسان نصف شعبان کی رات کو اکیلا یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھے جیسا کہ سلف میں سے بہت سارے گروہ اس کا اہتمام کرتے تھے تو یہ بہت خوب ہے۔'

☆ علامہ ابن رجب حنبلیؒ (م ۷۹۵ھ) تحریر فرماتے ہیں:

'اہل شام میں سے جلیل القدر تابعین مثلاً خالد بن معدان، مکحول، لقمان بن عامر وغیرہ شعبان کی پندرہویں شب کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس شب میں بہت زیادہ عبادت کرتے تھے۔ انہی حضرات سے لوگوں نے شب برأت کی فضیلت (کو جانا ہے) اور اس رات کی تعظیم کرنا سیکھا ہے۔'

(ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف/۱۳۷)

خلاصۂ کلام

☆ ان تمام احادیث سے شب برأت کی فضیلت اور خصوصیت اجاگر ہوتی ہے اور اس شک و شبہ کا قلع قمع ہوتا ہے کہ اس باب میں تمام ضعیف احادیث مروی ہیں۔

☆ سب سے اہم بات یہ ہے کہ شبِ برات پر احادیث کو روایت کرنے والے صحابہ کرام ؓ کی تعداد حد تواتر تک پہنچتی

ہے لہٰذا اتنے صحابہ کا کسی مسئلہ پر احادیث روایت کرنا ان کی حجیت اور قطعیت کو ثابت کرتا ہے۔

☆ اگر بعض احادیث ضعیف بھی ہوں تو محدّثین کرام نے خود اس بات کی تصریح کی ہے کہ ضعیف حدیث متعدد طرق سے تقویت پا کر حسن کے درجے پر فائز ہوجاتی ہے۔

☆ ایک اہم قاعدہ محدّثین نے اپنی کتابوں میں یہ درج کیا ہے کہ فضائل میں بالاتفاق ضعیف روایات بھی قابل قبول ہوتی ہیں، جبکہ شب برات پر احادیثِ حسنہ مروی ہیں۔

☆ قارئینِ کرام! شبِ برأت پر اتنی کثیر تعداد میں مروی احادیث، تعاملِ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ سلف، فقہاء صرف اس لیے نہیں ہیں کہ کوئی بھی بندہ فقط ان کا مطالعہ کر کے یا بنا مطالعہ کے ہی انہیں قصے، کہانیاں سمجھتے ہوئے صرفِ نظر کردے بلکہ ان کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے مولا خالقِ کائنات کے ساتھ اپنے ٹوٹے ہوئے تعلق کو پھر سے اُستوار کرے جو کہ اس رات اور اس جیسی دیگر روحانی راتوں میں عبادت سے باسہولت میسر ہوسکتا ہے۔

اِن بابرکت راتوں میں رحمتِ الٰہی اپنے پورے عروج پر ہوتی ہے اور اپنے گناہ گار بندوں کی بخشش و مغفرت کے لیے بے قرار ہوتی ہے، لہٰذا اس رات میں قیام کرنا، کثرت سے تلاوتِ قرآن، ذکر، عبادت اور دعا کرنا مستحب ہے اور یہ اَعمال احادیثِ مبارکہ اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہیں۔ اس لیے جو شخص بھی اس شب کو یا اس میں عبادت کو بدعتِ ضلالۃ کہتا ہے وہ درحقیقت احادیثِ صحیحہ اور اعمالِ سلف صالحین کا منکر ہے اور فقط ہوائے نفس کی اتباع اور اطاعت میں مشغول ہے۔

یہ اَمر بھی قابلِ غور ہے کہ جو عمل خود حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو، تابعین، اتباع تابعین اور اسلاف امت اس پر شروع سے ہی عمل پیرا رہے ہوں۔ فقہائے کرام جسے مستحب قرار دیتے ہوں، کیا وہ عمل بدعت ہوسکتا ہے؟ اگر ایسا عمل بھی بدعت ہے تو پھر بھلا سنت و مستحب عمل کون سا ہوگا؟

شبِ برأت میں عبادت کیسے کی جائے؟

اس رات اکیلے عبادت کرنا اور اجتماعی طور پر عبادت کرنا دونوں ہی طریقے ائمہ سے ثابت ہیں۔ اس رات جاگنا، عبادت کرنا چونکہ مستحب عمل ہے، لہٰذا ہماری رائے کے مطابق اسے انسانی طبیعت اور مزاج پر چھوڑنا چاہیے، جس طریقہ میں کسی کی طبیعت اور مزاج کیف و سرور اور روحانی حلاوت محسوس کرے اسے چاہیے کہ وہ وہی طریقہ اختیار کرے۔ کیوں کہ اس رات کا اصل مقصود تزکیہ و تصفیہ قلب ہے۔ سو جسے جس طریقہ میں حلاوت ایمانی نصیب ہو اسے اسی پر عمل کر لینا چاہیے۔ بعض لوگوں کی طبیعت خلوت پسند ہوتی ہے اور انہیں تنہائی میں عبادت اور گریہ زاری کرنے سے حلاوت وسکون اور ذہنی یکسوئی ملتی ہے، سو وہ اس طریقہ کو اختیار کرلیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اس کے برعکس بعض لوگ اجتماعی طور پر عبادت کرنے میں زیادہ آسانی اور راحت محسوس کرتے ہیں، لہٰذا ان کے لیے اس طریقے پر عمل کرنے میں رخصت ہونی چاہیے کیوں کہ یہ عمل بھی ائمہ سے ثابت ہے۔

بلکہ آج کا دور چونکہ سہل پسندی اور دینی تعلیمات سے بے راہ روی کا دور ہے، اس دور میں وہ لوگ بھی کم ہیں کہ جن کے گھر اور راتیں قیام اللیل کے نور سے جگمگاتی ہیں۔ اور طبیعتوں میں اتنی مستقل مزاجی بھی نہیں رہی کہ لوگ گھروں میں رات بھر جاگ کر چستی و مستعدی سے عبادت و اذکار ادا کرسکیں۔ تنہائی میں کچھ دیر عبادت سے ہی سستی اور نیند کے ہتھیار کے ذریعے شیطان لعین ان پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔ لہٰذا اگر اجتماعی عبادت سے لوگوں میں دین سے رغبت اور عبادت میں مستعدی پیدا ہوتی ہے تو ان کے لیے اجتماعی طور پر عبادت کرنا مستحسن عمل ہے۔

اجتماعی طور پر عبادت کرنے میں تعلیم و تربیت کا عمل بھی پایا جاتا ہے۔ دینی تعلیمات اور نوافل و اذکار کی ادائیگی سے بے بہرہ لوگ بھی آسانی سے اجتماعی عمل میں شریک ہوکر اپنی عبادات کی ادائیگی کرلیتے ہیں اور جو چیزیں معلوم نہیں ہوتیں وہ جان لیتے ہیں۔

اس اَمر کا خیال رہے کہ اجتماعی عبادات کسی عالم باعمل کی زیر تربیت و نگرانی ہونی چاہیے، جو لوگوں کی فکری اور روحانی ہر دو حوالوں سے تربیت و اصلاح بھی کر سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حق کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

''ڈاکٹر طاہرالقادری کی علمی فتوحات''

اشرافیہ کو خوددار، نابغۂ روزگار شخصیات کی کامیابیاں ہضم نہیں ہوتیں

بلامبالغہ شیخ الاسلام کا وجودِ مسعود انعاماتِ الٰہی میں سے ہے

ڈاکٹر طاہرالقادری کی علمی خدمات کا احاطہ کسی ایک مضمون یا کتاب میں ممکن نہیں

معروف کالم نویس، ادیب، صحافی حافظ شفیق الرحمن کی خصوصی تحریر

حافظ شفیق الرحمٰن معروف کالم نویس، ادیب، صحافی اور دانشور ہیں، چار دہائیوں سے پرخار صحرائے صحافت کے مسافر ہیں اور اس مسافت میں ان کا زادِ راہ اخلاص میں گندھی اور حب الوطنی میں رچی ہوئی ان کی فکر ہے۔ مخصوص اسلوب اور اظہارِ بیان کی وجہ سے اپنی الگ شناخت، وقار اور اعتبار رکھتے ہیں۔ قحط الرجالی کے اس دور میں ان کا قلمی وجود اردو زبان کے طلبہ کے لیے نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ ان کا قلم جب رواں ہوتا ہے تو مولانا ابوالکلام آزاد، الطاف حسین حالی، حضرت شورش کاشمیری کے فنِ تحریر کا سہرا کہتا دکھائی دیتا ہے۔ حافظ شفیق الرحمٰن نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی علمی خدمات پر خامہ فرسائی کی ہے اور ماہنامہ منہاج القرآن کو اپنی خصوصی تحریر سے نوازا ہے۔ ان کا یہ کالم قارئین ماہنامہ منہاج القرآن کے مطالعہ کے لیے من وعن پیش خدمت ہے (چیف ایڈیٹر)

''جب ڈاکٹر طاہرالقادری ایسی کوئی نابغہ اور عبقری شخصیت کسی بھی تحقیقی، تصنیفی، علمی، فکری، نظری اور عملی شعبے میں شبانہ روز کاوشوں اور مختلف العناوین مساعیِ جمیلہ کی بدولت محیرالعقول کامیابیاں اور کامرانیاں حاصل کر لیتی ہے تو حاسدین اور ناقدین کا ایک بپھرا ہوا ہجوم طنز، تعریض، تضحیک، تذلیل، تشنیع، تنقید، استہزاء، اور الزام و دشنام و اتہام کے نوصیقل شدہ ہتھیار لے کر اس پر پل پڑتا ہے۔ اس ہجوم کے شرکاء کا تعلق ایک مخصوص طبقے سے ہے۔ یہ طبقہ اشرافیہ کہلاتا ہے۔ یہ اشرافیہ صرف دنیا داروں ہی نہیں دین داروں میں بھی پورے کروفر، جاہ وجلال اور شان وشکوہ کے ساتھ موجود ہے۔ اس شرافیہ کے اعضاء وجوارح دین و دنیا کے ہر معاملے کی زمام کار اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ ظلم تو یہ ہے کہ علم وفضل، ذکاوت و ذہانت، حکمت و دانش اور بصیرت و دانائی کو بھی وہ اپنے تئیں اپنی مملوکہ و مقبوضہ جاگیر سمجھتے ہیں۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۔خمارِ رعونت ونخوت اور نشۂ استکبار وتمرد میں وہ اس حقیقتِ ازلی کو فراموش کر دیتے ہیں کہ خالقِ کائنات نے علم وفضل، ذکاوت و ذہانت، حکمت و دانش اور بصیرت و دانائی کو ان کے دستِ تصرف اور دائرۂ اختیار میں نہیں رکھا۔ اُس وقت ان کی بے قراری وتشویش دیدنی ہوتی ہے، جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اشرافیہ سے تعلق نہ رکھنے کے باوجود کسی مردِ راہ داں و مردِ خود ساختہ نے کامیابی و کامرانی کی منزلِ رفیع تک رسائی حاصل کر لی ہے۔ تب وہ حالتِ اضطراب میں بے آب مچھلی کی طرح تڑپتے اور کبابِ سیخ کی طرح پہلو بدلتے ہیں۔ ان کوتاہ بینوں کے نزدیک کامیابی اور کامرانی صرف ان کے صاحبزادگانِ بلند اقبال، دخترانِ بلند اختر اور متوسلین ہی کا استحقاق ہے۔ ان کا زعم باطل ہے کہ کامیابی و کامرانی پر بھی صرف اور صرف ان کا اجارہ ہے۔ ان کے علاوہ کامیابی و کامرانی کے ''خطیرۃ القدس'' میں کسی کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں۔ وہ اپنے قبیلے، اپنے خاندان اور اپنی کلاس سے تعلق نہ رکھنے والے ہر شخص کے کے لیے کامیابی و کامرانی کو علاقہ ممنوعہ اور نو گو ایریا بنانے کے خبط میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان کی خواہش اور کوشش کے باوجود جب کوئی ایسا

مردِ خدا بہ قولِ اقبال جس کا عمل عشق سے صاحبِ فروغ ہو، کامیاب و کامران ہوجاتا ہے تو وہ آپے سے باہر ہوجاتے اور توازن کھودیتے ہیں۔ اب ان کے پاس بہ جز اس کے کوئی چارۂ کار نہیں رہتا کہ اس کامیاب و کامراں ہستی کی شخصیت کو مسخ کرنے اور کردار کشی کے لیے حواریوں سمیت شمشیر بہ کف ہوکر میدان میں کف در دہاں بڑھک بازی کریں۔

میں یہ کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی ذی شعور سنجیدہ و فہمیدہ شہری میری اس رائے کو مبالغے پر محمول کرے گا کہ عصرِ حاضر میں ڈاکٹر طاہرالقادری کا وجودِ مسعود انعامات الٰہی میں سے ہے۔ وہ ان ہستیوں میں سے ہیں، جنھیں زمین کا نمک کہا گیا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی ایک محقق، مصنف یا سکالر ڈاکٹر طاہر القادری کی علمی فتوحات کا احاطہ کسی ایک کتاب، مقالے یا مضمون میں کرسکے۔ اس کے لیے مختلف علوم اور شعبہ جات کے چنیدہ، وقیع، مستند و جید علماء اور ماہرین پر مشتمل ایک باقاعدہ ادارے کا قیام عمل میں لانا مقتضیاتِ وقت میں سے ہے...... سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لیے...... آپ نے کثیرالجہات موضوعات پر ایک تسلسل کے ساتھ قلم اٹھایا۔ یہ موضوعات کا ایک سلسلۃ الذہب ہے۔ آپ نے ہر موضوع کے ساتھ انسانی اور امکانی حد تک کما حقہ انصاف کیا۔ موضوعات کا تنوع اور بوقلمونی آپ کی علمی ہمہ گیریت، فکری تعمق، نظری تبحر اور ذہنی افق کی وسعت کا جیتا جاگتا مظہر ہے۔

ترجمہ، سیرت، تفسیر، حدیث، فقہ، تحقیق، تصوف، روحانیات، تاریخ، فلسفہ، منطق، سائنس، ثقافت، تہذیب، تمدن، تعلیم، قانون، ملکی آئین، بین الاقوامی دساتیر، سیاسیات، معاشیات، ابلاغیات، پاکستانیات، فنونِ لطیفہ، تنظیم سازی، جماعت سازی، اتحاد سازی، عمرانیات، بشریات، تزویرات، ادبیات، نفسیات، لسانیات، ادبیاتِ اطفال، اقبالیات، تنقید، جرح و تعدیل، تقابل ادیان، استنباط و استخراج، بین الادیان مکالمہ اور ان گنت سیکڑوں علمی و عملی شعبوں کے حوالے سے اپنے انقلابی نظریات و تصورات کو سپردِ اوراق کیا۔ ان کے رَشحاتِ فکر بیسیوں کتابوں کے سفینوں میں محفوظ ہیں۔ دنیا کے کسی بھی مہذب اور ترقی یافتہ ملک کی شاید ہی کوئی ایسی لائبریری ہو، جن کے شیلفوں میں آپ کی کتب اربابِ دانش وبینش کو دعوتِ فکر نہ دے رہی ہوں اور وہ ان سے اکتسابِ فیض نہ کر رہے ہوں، گویا آپ کے علمی فیض کا لنگر چہار دانگِ عالم میں بلا امتیاز رنگ ونسل و بلا تفریق مسالک و مذاہب جاری ہے۔

سادگی اور اختصار کے ساتھ مافی الضمیر کا اظہار و ابلاغ بظاہر جتنا آسان دکھائی دیتا ہے، بباطن اتنا آسان نہیں۔ اردو، فارسی اور عربی شاعری میں ایک ''شے'' ہے جسے سہل ممتنع کہتے ہیں۔ سہل ممتنع سے مراد آسان لہجے، سادہ پیرائے اور رواں انداز میں اس طرح شعر کہنا ہے کہ ہماشما بھی سنیں تو کہیں بھلا ایسا شعر کہنا کونسا مشکل کام ہے۔ یہ تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں لیکن جب فکر سخن کریں تو مدتوں مغز کھپانے اور دماغ جلانے کے بعد اعترافِ عجز پر مجبور ہو جائیں......'نہ بھائی ہماری یہ طاقت نہیں'...... سہل ممتنع کی ایک معروف مثال حکیم مومن خان مومن کا یہ زبان زدِ عام شعر ہے:

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

سادگی و اختصار جہاں تحریر کا جمال ہے وہاں یہ صاحبِ تحریر کا اعجاز بھی ہوتا ہے۔ اب آپ ہی خدا لگتی کہئے کہ ہمارے ہاں صاحبِ اعجاز اور صاحبِ ایجاد مصنف، قلم کار اور دانشور کتنے ہیں؟...... کتنا ہی مشکل ترین موضوع کیوں نہ ہو، ان کی کوئی بھی کتاب پڑھتے ہوئے قاری کبھی ذہنی تکان محسوس نہیں کرتا۔ ہر کتاب میں کئی ایسے مقامات ضرور آتے ہیں جب قاری کے دل میں ظرافت اور شگفتگی کا احساس جاگتا ہے۔ یہ شگفتگی ان کی تحریروں میں اتنی سادگی اور بے تکلفی سے در آتی ہے جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آ جائے۔ یہ ظرافت اتنی سادہ، بے تکلفانہ، بے ریا اور فطری ہوتی ہے جتنا کہ شیرخوار بچے کے چہرے پر کھلنے والی معصوم مسکراہٹ...... ان کی اکثر کتب عام فہم، سلیس، رواں اور سادہ ہیں۔ تاہم بعض مقامات پر کتاب کے موضوع کے تلازمے میں مطلوبہ تکنیکی اور فنی اصطلاحات و مصطلحات کا استعمال ناگزیر ہوتا ہے۔ ایک سروے اور جائزے کے مطابق ڈاکٹر طاہرالقادری کی 596 کتب شائع ہوچکیں اور سکالرز کے نجی کتب خانوں کی زینت ہیں۔ جب کہ ان کی کل

مطبوعہ کتب اور زیرِ طبع مسودات کی تعداد 1000 کے قریب ہے۔ اور تو اور وسیع المطالعہ قاری بھی حیران و ششدر ہیں کہ ہمارے نامی گرامی دانشور اور عالم تو اپنی حیاتِ مستعار میں کل اتنی کتابیں پڑھنے کی سعادت حاصل کرنے سے بھی محروم رہے ہوں گے، جتنی کتب تن تنہا گزشتہ چار عشروں میں ڈاکٹر صاحب نے زیور طباعت سے آراستہ کرکے خوش ذوق قارئین کی ضیافتِ طبع کے لیے پیش کردی ہیں۔

یہاں اس امر کا ذکر ازبس ضروری ہے کہ حال ہی میں ڈاکٹر صاحب نے 5 ہزار موضوعات اور 8 جلدوں پر مشتمل قرآنی انسائیکلوپیڈیا تالیف کیا جو رونمائی سے تادمِ تحریر شائع ہو رہا ہے۔ علوم و معارفِ قرآنی کے پروانے اس شمع کی جانب ہجوم درہجوم لپک رہے ہیں۔ دریں چہ شک کہ علوم القرآن کے قارئین کے لیے یہ ایک نادر و نایاب تحفہ ہے۔ انسائیکلو پیڈیا کی سلاست و فصاحت کا عالم یہ ہے کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی اس کے ذریعے جان سکتا ہے کہ اللہ رب العزت ان سے کیا چاہتا ہے۔ یہ اب تک کا جامع قرآنی انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے آیاتِ قرآنی سے 5ہزار موضوعات کا استخراج کیا اور انہیں جلی سرخیوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ان کی اگلی معرکۃ الآرا تالیف 40 جلدوں پر مشتمل احادیث مبارکہ کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ علوم الحدیث کی دنیا میں یہ ایک ایسا کام ہے جو واقفانِ حال کے مطابق گزشتہ ہزار سالہ تاریخ کا دامن جس سے تہی ہے۔ علاوہ ازیں تصوف ایسے جلیل القدر موضوع پر ان کی شاندار کتب بھی اشاعت کے آخری مراحل میں ہیں۔ یقینِ کامل ہے کہ ان کتب کی اشاعت سے ذوق لطیف سے عاری مادیت پرست طبقات کی جانب سے تصوف اور اولیاء اللہ کے حوالے سے شکوک وشبہات اور ابہامات کی جو دھند پھیلائی اور گرد اڑائی گئی ہے، ازخود کافور ہو جائے گی۔ یقیناً یہ لائقِ رشک تجدیدی امور و مہمات ہیں جن کی انجام دہی کی سعادت رواں صدی میں اللہ کریم نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو عطا کی۔

بعض لوگ اعتراض نما سوال اٹھاتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کینیڈا میں کیوں مقیم ہیں؟ وہ پاکستان کیوں نہیں آتے؟ اس قسم کے سوال اٹھانے والے حضرات وخوتین کی تین اقسام ہیں: ایک تو وہ ہیں جو جانتے ہیں، دوسرے وہ ہیں جو جانتے ہیں لیکن تجاہلِ عارفانہ سے کام لے رہے ہیں، تیسرے وہ ہیں جو حقیقی معنوں میں بے خبر ہیں...... جو جانتے ہیں، ان کے علم میں ہے کہ کینیڈا ڈاکٹر صاحب کا علمی گوشۂ تنہائی ہے جہاں وہ پیچ و تابِ رازی کی منڈیروں پر سوز و سازِ رومی کے چراغوں کو روشن کرکے تدین، تدبر، تفکر، تفقہ اور تفلسف کی روشنی میں صرف اور صرف تحقیق وتصنیف وتبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ جہاں تک تجاہلِ عارفانہ سے کام لینے والوں کا تعلق ہے تو وہ مرفوع القلم ہیں، ان کے سوال کو درخورِ اعتناء سمجھنا محض ضیاعِ وقت ہے۔ آپ کو یہ جان کر یقیناً خوش گوار حیرت ہوگی کہ بر اعظم کینیڈا میں سب سے بڑی نجی لائبریری رکھنے کا اعزاز و افتخار بھی ڈاکٹر طاہرالقادری ہی کو حاصل ہے۔ ہرکہ و مہ جانتا ہے کہ یورپ میں نہ تو ان کی آف شور کمپنیاں ہیں اور نہ ایون فیلڈ اور سرے محل ایسی مہنگی اور پرتعیش جائیدادیں۔ اُن کا کل اثاثہ دنیا بھر میں موجود منہاج القرآن کے اسلامک سنٹرز ہیں۔ ان اسلامک سنٹرز کی حیثیت پہاڑی کے چراغ کی سی ہے۔ دیارِ فرنگ میں یہاں صبح و شام اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے احکامات اور تعلیمات کے مشکبو اور عنبر بار تذکرے ہوتے ہیں۔ یہ ایسے مراکزِ دانش کا روپ دھار چکے ہیں جو یورپ میں موجود دین سے نابلد نسلِ نو کو دین کی شاہراہ کا مسافر بناتے ہیں۔

واضح رہے کہ ڈاکٹر طاہرالقادری دین کو محض رسومات اور ظواہر کا مجموعہ نہیں سمجھتے، ان کا تصورِ دین انفس و آفاق کی تسخیر اور فلاحِ دنیا و عقبٰی کے لامحدود لینڈ سکیپ پر پھیلا ہوا ہے۔ ان کے نزدیک انسانیت کی خدمت عبادت کا بہترین اور احسن ذریعہ ہے۔ اسی سیاق و سباق میں وہ انسانی فلاح و بہبود اور خدمت کے عدیم المثال اداروں کے قیام و استحکام کے لیے شبانہ روز کوشاں ہیں۔ ڈاکٹر طاہرالقادری بلاشبہ بیرونِ ملک رہتے ہیں مگر ان کے قائم کردہ فلاحی، اصلاحی اور تعلیمی و تربیتی ادارے پاکستان میں جہاں ہزاروں خاندانوں کے لیے تعلیم و تربیت کا سرچشمہ ہیں وہاں ان کی آبرومندانہ کفالت اور روزگار کا ذریعہ بھی ہیں۔ آغوش آرفن کیئر ہوم میں سیکڑوں یتیم بچوں کو ایلیٹ کلاس کے بچوں ایسی رہائشی سہولیات اور تعلیم کے زیور

سے آراستہ ہونے کے مواقع حاصل ہیں۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام قائم 600 سے زائد سکولوں میں ڈیڑھ لاکھ طلبہ زیر تعلیم ہیں جنہیں 15 ہزار تعلیم یافتہ نوجوان پڑھاتے ہیں، اسی طرح منہاج یونیورسٹی لاہور، منہاج گرلز کالج اور منہاج القرآن کے 100 ملکوں میں قائم اسلامک سنٹرز میں کام کرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ لمحۂ موجود میں منہاج القرآن دنیا کی واحد سب سے بڑی اور سب سے منفرد علمی، اصلاحی اور فلاحی تحریک ہے۔ ایک ایسی تحریک جو کسی سرکاری، غیر سرکاری یا عالمی عطیاتی ادارے سے ایک پھوٹی کوڑی کا تعاون لیے بغیر پوری دنیا میں فروغِ اسلام اور ترویجِ تعلیم و تعلم کا پرچم سربلند کیے ہوئے ہے۔ 4 عشرے قبل ڈاکٹر طاہر القادری کے ذہن میں منہاج القرآن کے نام سے پھوٹنے والی کونپل آج زمین پر ایک چھتنار، ثمر پرور اور سایہ دار درخت بن چکی ہے۔ ایک ایسا سدا بہار درخت جس کے ثمرات و فواکہات سے ایک عالم متمتع اور مستفید و مستفیض ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر طاہرالقادری کا دور رس نتائج کا حامل یہ اولوالعزم اور زرتاب کارنامہ بھی مستقبل کا مؤرخ آبِ زریں سے لکھے گا کہ آپ نے دہشتگردی کے خلاف 600 صفحات پر مشتمل فتویٰ ایک ایسے موقع پر غایت درجہ ثبات و استقامت کے ساتھ شائع کیا جب دہشتگردوں کے خلاف لب کشائی کرتے ہوئے ہمارے علماء، حکمران اور سیاستدان بھی لرزاں و ترساں نظر آتے تھے۔ انہوں نے لاثانی جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا۔ دہشتگردوں کے مائنڈ سیٹ پر ایک کاری ضرب لگائی۔ ان کی باطل نظامِ فکر کے تار پود کو بکھیر کر رکھ دیا۔ یوں انہوں نے عالم گیر سطح پر اسلام کی انسانیت دوست اور امن پرور تعلیمات کو اجاگر کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت اور خدمات کے یہ چند اجمالی پہلو ہیں جنہیں آج کے تنگ داماں کالم میں سمونے کی کوشش کی گئی ہے۔ دیگر پہلوؤں کا احاطہ بھی آنے والے دنوں میں انہی سطور میں شرح و بسط سے کیا جائے گا۔ یار زندہ، صحبت باقی!‘‘

❁❁❁❁❁

تُو شبِ تار میں مثلِ نُورِ قمر

(سید الطاف حسین گیلانی)

میرے طاہر پیا، تو سلامت رہے
تو سلامت رہے، تا قیامت رہے

تُو شبِ تار میں مثلِ نُورِ قمر
ظلمتوں میں ضیاء کی علامت رہے

عصرِ حاضر کو مربُوطِ قرآں کیا
جامِ نو میں رحیقِ قدامت رہے

سُنّتِ مصطفیٰ ﷺ تیرا ملبُوس ہے
زیرِ پا منزلِ استقامت رہے

تیری تقریر گویا نوائے سروش
یونہی رشکِ فصاحت، بلاغت رہے

تیری تحریر قرآن کی ترجماں
تا ابد وجہِ رُشد و ہدایت رہے

چار سُو تیری آواز گونجے سدا
ساری دنیا پہ تیری نِظامت رہے

فیض بٹتا رہے، جام چلتا رہے
ساقیا تیری قائم سخاوت رہے

تیرے پرچم تلے شرق سے غرب تک
سرفروشانِ حق کی وِلایَت رہے

خود خدا آپ تیری حفاظت کرے
شاہِ بطحا ﷺ کی چشمِ عنایَت رہے

تیری منزل کے سب راستے ہیں کٹھن
غوثِ اعظم کی پل پل حمایت رہے

تیرے آبا کی قبریں مُنوّر رہیں
تیری اولاد زیبِ امامت رہے

تیرے الطاف کی بس دعا ہے یہی
دیدہ و دل میں تیری اقامت رہے

قائد ڈے تقریبات: اتحاد، یکجہتی و ملکی سلامتی کیلئے دعائیں

شیخ الاسلام نے انسانیت کی خدمت اور ملتِ اسلامیہ کی فکری رہنمائی کی، رہنماؤں کا خراجِ تحسین

قائد ڈے کی تقریبات پاکستان، امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا، یورپ میں منعقد ہوئیں

خصوصی رپورٹ

تحریک منہاج القرآن کے زیرِ اہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 69 ویں سالگرہ کی مناسبت سے دنیا بھر میں تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔ ان تقریبات میں کارکنان نے دینِ اسلام کی سربلندی، اصلاحِ معاشرہ اور فروغِ علم کے لیے کی گئی شیخ الاسلام کی جملہ خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ ان تقریبات کا مقصد جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکر اور تجدیدِ عہد ہے وہاں تنظیمی سطح پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لیے خصوصی دعائیہ تقریبات کا اہتمام کرنا بھی ہوتا ہے۔ امسال شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 69 ویں سالگرہ کی مناسبت سے پاکستان سمیت دنیا بھر میں موجود کارکنان، تنظیمات اور وابستگان نے ''شیخ الاسلام: علم، تحقیق اور تجدید کا عہدِ بے مثال'' کے عنوان سے پروقار تقریبات کا اہتمام کیا۔ ان تقریبات میں ہر طبقہ فکر کی نمائندہ شخصیات نے شیخ الاسلام کی علمی، فکری اور تجدیدی کاوشوں اور خدمات پر انہیں خراجِ تحسین پیش کیا۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 69 ویں سالگرہ پر مرکزی سیکرٹریٹ میں دعائیہ تقریب و محفل سماع منعقد ہوئی، جس میں معروف قوال شیر علی و مہر علی اور ہمنواؤں نے پرفارم کیا۔ تقریب میں منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، صوبائی وزیر مذہبی امور صاحبزادہ سعید الحسن شاہ، آستانہ عالیہ دربار بابا صاحب پاکپتن شریف سے دیوان احمد مسعود قادری، بیرسٹر عامر حسن، منہاج یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر ڈاکٹر ساجد محمود، خرم نواز گنڈاپور اور علماء و مشائخ نے بھی شرکت کی۔ ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور نے تمام معزز مہمانوں کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے استقبالیہ پیش کیا جبکہ ڈائریکٹر ایڈمن جواد حامد نے بھی اظہارِ خیال کیا۔

دعائیہ تقریب میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کینیڈا سے ویڈیو لنک کے ذریعے خصوصی گفتگو کی۔ آپ نے کہا کہ ہر انسان زندگی کے جس عہدے اور ترقی پر بھی پہنچ جائے، درحقیقت وہ ایک کارکن ہوتا ہے۔ ہر کارکن جب تک اپنی زندگی کو محنت و مقصد سے گزارتا ہے اور حوصلہ و صبر کیساتھ مصائب، پریشانیوں کو برداشت کرتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرتا ہے تو یہی اس کی کامیابی کی ضمانت بنتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کے دن کارکنوں کے لیے پیغام ہے کہ وہ زندگی کے جس مقام پر بھی ہیں، محنت، حوصلہ اور ثابت قدمی کو نہ چھوڑیں۔ یہی کامیابی زندگی گزارنے کا راز ہے۔ تقریب میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 69 ویں سالگرہ کا کیک کاٹا گیا۔ آخر میں صاحبزادہ دیوان مسعود نے اختتامی دعا کرائی۔

☆ منہاج یونیورسٹی لاہور میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 69 ویں سالگرہ انتہائی جوش و خروش کیساتھ منائی گئی۔ اس سلسلہ میں مرکزی تقریب فاونڈرز ڈے کا انعقاد کیا گیا، جس میں ڈپٹی چیئرمین بورڈ آف گورنرز ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ تقریب میں خرم نواز گنڈا پور، وائس چانسلر منہاج یونیورسٹی ڈاکٹر ساجد محمود شہزاد، پرو وائس

چانسلر ڈاکٹر محمد شاہد سرویا، بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان، معروف اینکر پرسن اجمل جامی، سابق مینجر پاکستان کرکٹ ٹیم اظہر زیدی، سیکرٹری اطلاعات نوراللہ صدیقی، راجہ زاہد محمود، سید امجد علی شاہ، جی ایم ملک و دیگر رہنماؤں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ فاؤنڈرز ڈے تقریب میں مینجمنٹ سٹاف، فیکلٹی ممبران اور طلبہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

تقریب میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی 69 ویں سالگرہ کے موقع پر اعلیٰ تعلیمی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے 19 طلباء و طالبات کو لاکھوں روپے سے سکالر شپ ایوارڈ دیئے گئے۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کہا کہ رواں سال ذہین بچوں کو 26 لاکھ روپے کے سکالر شپ دیئے گئے اور سیکڑوں بچوں کو فیسوں میں جزوی رعایت دی گئی اور یہ رقم بھی کروڑوں میں ہے۔ منہاج القرآن کا تعلیمی ویژن ذہین مگر غریب بچوں کیلئے زیادہ سے زیادہ اعلیٰ تعلیم کی سہولتیں مہیا کرنا ہے۔

انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ پختہ یقین اور مصمم ارادہ انسان کو منزل تک پہنچاتا ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہمیشہ کہتے ہیں زندگی میں کامیابی یا ناکامی کی کوئی اہمیت نہیں ہونی چاہیے، اصل اہمیت مسلسل جدوجہد کی ہے، جو شخص بھی نیک نیتی کے ساتھ مقاصد کے حصول کیلئے جدوجہد جاری رکھتا ہے اسے 100 فیصد نتائج ملیں یا نہ ملیں وہ کامیاب و کامران شخص ہے، کامیابی کا لالچ اور ناکامی کا خوف انسان کو کمزور کر دیتا ہے۔

اس موقع پر وائس چانسلر منہاج یونیورسٹی ڈاکٹر ساجد محمود شہزاد، ناظم اعلیٰ منہاج القرآن خرم نواز گنڈاپور اور دیگر مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری پاکستان ہی نہیں عالم اسلام کا سرمایہ ہیں، انہوں نے پاکستان اور پاکستان کے باہر فروغ تعلیم اور تفہیم دین کیلئے تقریری، تحریری سطح پر جو خدمات انجام دی ہیں وہ قابل رشک ہیں، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری منہاج یونیورسٹی لاہور کے بانی و سرپرست ہیں اور منہاج یونیورسٹی ایک نظریہ کے تحت کام کر رہی ہے اور وہ نظریہ طلباء و طالبات کو ایک اچھا اور سچا انسان اور پروفیشنل بنانے کا ہے۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 69ویں سالگرہ کے موقع پر کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز (بزم منہاج) کے زیراہتمام قائد ڈے تقریبات منعقد ہوئیں۔ ان تقریبات میں صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، بیرسٹر عامر حسن، ناظم اعلیٰ منہاج القرآن خرم نواز گنڈا پور، بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان، پرنسپل کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز ڈاکٹر ممتاز الحسن باروی، پروفیسر محمد نواز ظفر، مفتی عبد القیوم ہزاروی، ڈاکٹر شبیر احمد جامی، ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی، ڈاکٹر مسعود مجاہد، ڈاکٹر شفاقت بغدادی، محبّ اللہ اظہر اور کالج کے اساتذہ نے شرکت کی۔ تقریب میں کثیر تعداد میں طلباء شریک تھے۔ مہمانوں نے پوزیشن ہولڈرز کو شیلڈز، سرٹیفکیٹس اور مہمانوں کو تحائف دیئے۔ تقریب کے اختتام پر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 69 ویں سالگرہ کا کیک کاٹا گیا، انکی درازی عمر، ملکی سلامتی و خوشحالی کیلئے دعا مانگی گئی۔

☆ تحریک منہاج القرآن کے زیرانتظام دیگر مرکزی تعلیمی ادراہ جات منہاج گرلز کالج لاہور، منہاج ماڈل سکول لاہور اور تحفیظ القرآن لاہور کے طلبہ اور اساتذہ نے بھی اپنے قائد سے تجدید وفا کرتے ہوئے اپنے اپنے ادارہ جات میں قائد ڈے تقاریب کا پروقار اہتمام کیا۔

☆ مصطفوی سوڈنٹس موومنٹ کے زیراہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 69 ویں سالگرہ کی مناسبت سے سٹوڈنٹ لیڈرز سمٹ کے عنوان سے تین روزہ تقریبات منعقد ہوئیں، تقریبات میں ملک بھر سے مختلف یونیورسٹیز اور کالجز کے طلبہ شریک ہوئے۔ تین روزہ تقریبات میں اساتذہ، طلباء رہنماؤں کے ساتھ ساتھ اہم علمی، سیاسی، مذہبی اور سماجی شخصیات نے بھی شرکت کی۔ افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری تھے۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے طلباء کو اساتذہ کے احترام اور طلباء کی ذمہ داریوں کے موضوع پر لیکچر دیا، معروف موٹیویشنل سپیکر سلطان خان نے طلباء کو زندگی کی کامیابی کے موضوع پر لیکچر دیا، تحریک منہاج القرآن کے ڈائریکٹر ٹریننگ غلام مرتضیٰ علوی نے امر بالمعروف و نہی المنکر اور طلبہ کی ذمہ داریوں کے موضوع

پر لیکچر دیا، مرکزی صدر مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ چودھری عرفان یوسف نے ابتدائی کلمات میں مہمانان گرامی اور طلبہ کو خوش آمدید کہا۔ علاوہ ازیں خرم نواز گنڈا پور، اورنگزیب سہروردی، محمد حنیف مصطفوی، تنویر احمد خان ، ملک سعید عالم، باسط ملک، دانیال صدیقی، قاسم علی شاہ اور دیگر مقررین نے بھی اظہار خیال کیا۔ اس موقع پر محفل سماع حیدریم اور محفل مشاعرہ کا بھی اہتمام کیا گیا۔

☆ منہاج القرآن علماء کونسل کے زیر اہتمام اتحاد امت کانفرنس جامعہ اشرف الجمال لاہور میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ معاشرے میں بھائی چارے، رواداری، برداشت اور تحمل کے جذبات کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ علما کرام اور مشائخ عظام منبر رسول سے بھائی چارے، یگانگت اور برداشت کا درس دیں۔ امت مسلمہ کو متحد کرنا علماء کرام کا دینی فریضہ اور وقت کی ناگزیر ضرورت ہے۔ اسلام رواداری، امن بقائے باہمی اور انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ امت مسلمہ کو فرقہ واریت نے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا، اتحاد امت کیلئے علماء مرکزی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اتحاد امت کانفرنس سے مختلف مکاتب فکر کے اہم رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔

جمیعت اہلحدیث کے مرکزی رہنما مولانا عبد الستار نیازی، وحدت المسلمین کے صوبائی صدر علامہ حسن رضا نقوی، علامہ وسیم الحسن شاہ حافظ آبادی، جے یو پی نورانی کے رہنما مفتی محمد جاوید نوری، صدر سنی تحریک پنجاب مولانا مجاہد رسول، منہاج القرآن علما کونسل کے مرکزی صدر علامہ امداد اللہ قادری، مرکزی ناظم علامہ میر آصف اکبر، علامہ زوار حسین، چیئرمین کل مسالک علما بورڈ علامہ عاصم مخدوم، پیر سید منیر سیفی، ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان، علامہ محمد اشرف سعیدی، علامہ حافظ طاہر ضیا، حافظ غلام فرید و دیگر نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے علامہ وسیم الحسن شاہ نے کہا کہ قائد تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اتحاد امت کے داعی ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس وقت بھی جرأت و بہادری کے ساتھ اتحاد امت کی بات کی جب صرف ہاتھ ملانے پر کفر کے فتوے لگا دیئے جاتے تھے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نے امت کو کتابیں نہیں لائبریریاں دی ہیں۔

مجلس وحدت المسلمین کے رہنما علامہ حسن رضا نقوی نے کہا کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تقاریر اور تصانیف میں اتحاد امت کا درس ملتا ہے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری امن، محبت اور اتحاد امت کی بات کرتے ہیں۔

علامہ امداد اللہ قادری، علامہ میر آصف اکبر نے اپنے خطابات میں قرآنک انسائیکلوپیڈیا، احادیث مبارکہ کے انسائیکلوپیڈیا، علوم القرآن، علوم الحدیث اور فرقہ واریت کے خاتمہ کیلئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی علمی، تحقیقی کاوشوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ کانفرنس کے اختتام پر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 69 ویں سالگرہ کا کیک کاٹا گیا۔ ملکی سلامتی، خوشحالی، اتحاد امت اور ڈاکٹر طاہرالقادری کی صحت و سلامتی کیلئے دعا کی گئی۔

☆ دنیا بھر میں موجود تحریک منہاج القرآن ، پاکستان عوامی تحریک اور تحریک کے جملہ فورمز نے ضلعی، صوبائی اور تحصیلی سطح پر قائد ڈے کی پروقار تقریبات کا اہتمام کیا۔ بیرون ملک منعقدہ متعدد تقریبات میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی اور شیخ الاسلام کی شخصیت کے مختلف گوشوں پر اظہار خیال کیا جبکہ اندرون ملک منعقدہ متعدد تقریبات میں محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کرتے ہوئے خطابات میں شیخ الاسلام کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

علاوہ ازیں صوبائی، ڈویژنل، ضلعی، تحصیلی اور یونین کونسلز کی سطح پر بھی سفیرِ امن سیمینارز اور دیگر تقاریب کا اہتمام کیا گیا۔ جن میں ناظمِ اعلیٰ خرم نواز گنڈا پور، نائب ناظمین اعلیٰ محمد رفیق نجم، محمد شاکر مزاری، فیاض احمد وڑائچ، رانا محمد ادریس قادری، محترم احمد نواز انجم اور تحریک منہاج القرآن، پاکستان عوامی تحریک، یوتھ لیگ، منہاج علماء کونسل، MSM کے مرکزی و مقامی قائدین نے خطابات کیے۔

☆ اندرون و بیرون ملک ان تمام تقریبات کے احوال اور تصاویر جاننے کے لیے www.minhaj.org ملاحظہ فرمائیں۔

❁❁❁❁❁

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا 2 روزہ دورہ جنوبی پنجاب

منہاج کالج فار ویمن خانیوال اور ملتان میں ایجوکیشنل کمپلیکس کے تعمیراتی کام کا جائزہ لیا

خانیوال میں سیدنا صدیق اکبرؓ کانفرنس، لودھراں میں استحکام پاکستان کنونشن سے خطاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے حلف برداری کی تقریب سے ویڈیو لنک پر خطاب کیا

رپورٹ: راؤ محمد عارف رضوی

چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اپنے دوروزہ دورہ جنوبی پنجاب کے آغاز میں ناظم اعلیٰ منہاج القرآن انٹرنیشنل خرم نواز گنڈاپور کے ہمراہ 7 مارچ 2020ء براستہ موٹر وے عبدالحکیم انٹرچینج پہنچے، جہاں پاکستان عوامی تحریک جنوبی پنجاب کے نائب صدر میاں نوراحمد سہو نے دوستوں کے ہمراہ ان کا استقبال کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر حسن محی الدین قادری بستی آڑی والا میں میاں نوراحمد سہو کی رہائش گاہ منہاج ہاؤس پہنچے، جہاں معززین علاقہ نے ان سے ملاقات کی۔ اس موقع مرکزی نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پنجاب زون سردار شاکر مزاری بھی موجود تھے۔ منہاج ہاؤس پر ہی چیئرمین سپریم کونسل نے منہاج القرآن ویمن لیگ کی عہدیداران سے بھی ملاقات کی۔ بعدازاں چیئرمین سپریم کونسل مرکزی قائدین کے ہمراہ میاں نور احمد سہو کے بھائی میاں صفدر کمال سہو کی تقریب ولیمہ میں شرکت کی۔

☆ بعد ازاں چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور اور نائب ناظم اعلیٰ سردار شاکر مزاری کے ہمراہ خانیوال پہنچے جہاں کارکنان کی بڑی تعداد نے اپنے قائد کا پرتپاک استقبال کیا۔ یہاں چیئرمین سپریم کونسل نے ورکرز کنونشن میں شرکت کی۔ ورکرز کنونشن میں مرکزی قائدین کے علاوہ خانیوال کے جملہ عہدیداران، کارکنان اور رفقاء نے شرکت کی۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین القادری نے کہا کہ منہاج القرآن قرآن کا راستہ ہے۔ قرآن کا فیض حاصل کرنے کیلئے قرآن کے راستے پر چلنا ضروری ہے۔ تحریک منہاج القرآن پوری دنیا میں قرآن کا فیض تقسیم کررہی ہے۔ منہاج القرآن نے دنیا بھر میں بسنے والے کارکنان کو اخوت کے اٹوٹ رشتے میں پرودیا ہے۔ لہذا خلوص کے ساتھ اس مشن سے وابستہ رہیں اور اس مشن کی سچی خدمت جاری رکھیں تاکہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹ سکیں۔

☆ ورکرز کنونشن کے بعد چیئرمین سپریم کونسل خانیوال میں کروڑوں روپے کی لاگت سے تعمیر شدہ منہاج گرلز کالج پہنچے، جہاں پر ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن سید امجد علی شاہ، محمد اشفاق باٹی ودیگر قائدین نے چیئرمین سپریم کونسل، مرکزی ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور، مرکزی نائب ناظم اعلیٰ سردار شاکر مزاری و دیگر قائدین کا پرتپاک استقبال کیا۔ ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن امجد شاہ نے گرلز کالج کی تعمیر اور آئندہ کے لائحہ عمل کے حوالے سے چیئرمین سپریم کونسل کو بریفنگ دی۔

انہوں نے بتایا کہ منہاج کالج فار ویمن خانیوال 10 کنال رقبہ پر محیط ہے اور اس میں ابتدائی طور پر 5 سو سے 7 سو بچیاں علم حاصل کریں گی۔ اس کا آغاز انٹرمیڈیٹ کی تعلیم تک کررہے ہیں۔ آئندہ سال انشاء اللہ گریجوایشن پروگرام شروع ہوگا اور پھر اس کا دائرہ ایم اے اور ایم فل تک بڑھائیں گے۔ کالج کی جدید اور دیدہ زیب عمارت 8 کروڑ روپے کی لاگت سے مخیّر حضرات کے تعاون سے مکمل ہوئی ہے۔ یہ ویمن کالج

پورے جنوبی پنجاب کے لیے ایک تحفہ ہے۔ آغاز میں ساڑھے تین سو طالبات کے لیے ہاسٹل اور میس کی سہولت مہیا کی جارہی ہے۔ ویمن کالج کی وجہ سے سیکڑوں خاندانوں کو روزگار کے بلواسطہ اور بلاواسطہ مواقع میسر آئیں گے۔ جنوبی پنجاب میں ویمن کالج کا قیام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے تعلیمی ویژن کا حصہ اور آئینہ دار ہے۔ اس کالج کی تعلیمی سرگرمیوں سے ہزاروں خواتین کو تعلیم وتربیت کی سہولیات گھر کی دہلیز پر میسر آئیں گی۔

چیئرمین سپریم کونسل نے گرلز کالج کی تعمیر کے حوالے سے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی کاوشوں کو سراہا اور ڈائریکٹر ویلفیئر فاؤنڈیشن سید امجد علی شاہ سمیت تمام ضلعی رہنماؤں کو ستائشی کلمات سے نوازا۔

☆ بعدازاں چیئرمین سپریم کونسل نے تحریک منہاج القرآن اوورسیز کے رہنما قیصر حبیب قادری کی کاوشوں سے تعمیر شدہ جامع مسجد گلزار حبیب کا افتتاح بھی کیا اور مسجد میں نماز مغرب ادا کی۔

☆ خانیوال میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے سیدنا صدیق اکبرؓ کانفرنس میں خصوصی شرکت کی۔ مرکزی جامع مسجد خانیوال پہنچنے پر آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ سیدنا صدیق اکبر کانفرنس کی صدارت حضرت پیر سید ولی محمد شاہ المعروف ثانی سرکار، سجادہ نشین حضور سیدنا چادر والی سرکار (ملتان) نے کی۔ سٹیج پر مرکزی ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈا پور اور معروف عالم دین علامہ سعید احمد فاروقی (صوبائی صدر منہاج القرآن علماء کونسل جنوبی پنجاب)، ڈاکٹر زبیر اے خان بھی موجود تھے۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے چیئرمین سپریم کونسل نے کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کو تمام صحابہ کرام میں فضیلت حاصل ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کو غارِ ثور میں حضور اکرم ﷺ کی معیت کا جو فیض ملا اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ کو امت میں سب سے افضل قرار دیا گیا۔ آپ کو ہی تاجدارِ کائنات ﷺ کی خلافت کا حقدار سمجھا گیا۔ غارِ ثور کی تین روزہ صحبت مصطفےٰ نے سیدنا صدیق اکبرؓ پر نبوی رنگ چڑھا دیا تھا۔ جس نے آپ کو اس درجہ جرأت عطا فرمائی کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں جھوٹے مدعیان نبوت، منکرین زکوٰۃ اور دیگر فتنوں کا مقابلہ کیا اور اسلام کو اس کی حقیقی روح کے ساتھ نافذ فرمایا۔ قربت مصطفےٰ ﷺ کے سبب ہی آپ کو بعداز وصال مزار میں اپنے پیارے آقا ﷺ کی معیت نصیب ہوئی۔ اگر آج امت تمام فتنوں کا مقابلہ کرنا چاہتی ہے تو اسے سیرت سیدنا صدیق اکبرؓ پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔

☆ 8 مارچ بروز اتوار چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور اور دیگر ضلعی عہدیداران کے ہمراہ ملتان میں زیرتعمیر جامع مسجد منہاج القرآن اور منہاج ایجوکیشنل کمپلیکس کے وزٹ کیلئے پہنچے تو ملتان کے ضلعی صدر یاسر ارشاد دیوان کی قیادت میں ضلعی عہدیداران نے چیئرمین سپریم کونسل اور مرکزی ناظم اعلیٰ کا پرتپاک استقبال کیا۔ اس موقع پر تحریک منہاج القرآن ملتان کی جانب سے ایک خوبصورت تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔

مختصر ڈاکومنٹری کے ذریعے زیرتعمیر مسجد کے مختلف مراحل کے بارے میں بتایا گیا جبکہ ضلعی صدر تحریک منہاج القرآن ملتان یاسر ارشاد دیوان نے تعمیراتی کام کے حوالے سے بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ یہ ایجوکیشنل کمپلیکس ملتان کی پرائم لوکیشن پر ساڑھے تین کنال اراضی پر قائم ہے۔ جبکہ اس کی تعمیر پر تقریباً 70 لاکھ روپے خرچ ہوچکے ہیں۔ مسجد کا بیسمنٹ اور فرسٹ فلور مکمل ہوچکا ہے۔ مزید تعمیرات کیلئے کوششیں جاری ہیں۔

اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر حسن محی الدین القادری نے ملتان میں اس عظیم الشان پراجیکٹ کی تعمیر پر ملتان کی ضلعی تنظیم کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ صدق، اخلاص، وفا، حیاء اور اتحاد کے ذریعے تحریکی کارکنان کامیابی کی منازل طے کرسکتے ہیں۔ پنجتن پاک کی نسبت سے ان پانچ خصوصیات کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں۔ دنیا بھر میں تحریک منہاج القرآن کے ادارے دن بدن ترقی کررہے ہیں۔ معاشی مسائل کے باوجود ہر سال ان اداروں میں اضافہ اس مشن پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضور اکرم ﷺ کے نعلین پاک کا صدقہ ہے۔ اس پراجیکٹ کی تعمیر پر ڈاکٹر زبیر اے خان، مخدوم شہباز ہاشمی، یاسر ارشاد دیوان، احسان سعیدی اور دیگر معاونین تحسین کے مستحق ہیں۔ آپ اپنی لگن کے ساتھ اس پراجیکٹ کی تعمیر کیلئے کوششیں

جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مدد ونصرت نازل فرمائے گا اور یہ پراجیکٹ جلد پایۂ تکمیل تک پہنچے گا۔ یہ پراجیکٹ پورے جنوبی پنجاب کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

☆ چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری لودھراں پہنچے تو مرکزی نائب ناظم اعلیٰ زون جنوبی پنجاب سردار شاکر خان مزاری، چودھری عبد الغفار سنبل ضلعی صدر تحریک منہاج القرآن اور دیگر عہدیداران و قائدین نے سیکڑوں کارکنان کے ہمراہ بھرپور استقبال کیا۔ چیئرمین سپریم کونسل استقبالی جلوس کے ہمراہ، اسلامک سنٹر لودھراں پہنچے اور منہاج القرآن اسلامک سنٹر لودھراں کا افتتاح کیا۔ اسلامک سنٹر میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی طرف سے منعقدہ قرآن کلاسز کا جائزہ لیا، شعبہ تحفیظ القرآن کے بچوں سے ملاقات کی اور اسلامک سنٹر کی عمارت کا وزٹ کیا۔ اس موقع پر اسلامک سنٹر میں جاری سرگرمیوں کو سراہا۔ اس موقع پر مرکزی ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور، مرکزی نائب ناظم اعلیٰ سردار شاکر مزاری، مخدوم ندیم ہاشمی، ڈاکٹر زبیر اے خان، راؤ عارف رضوی، اللہ رکھا سیاف ایڈووکیٹ، ملک عبدالرشید اور دیگر قائدین بھی ہمراہ تھے۔

☆ بعد ازاں چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری دیگر قائدین کے ہمراہ استحکام پاکستان کنونشن اور گرینڈ اوتھ سیریمنی کی تقریب میں شرکت کے لیے ماڈل وویو گراؤنڈ پہنچے جہاں پورے جنوبی پنجاب سے آئے ہوئے تحریک منہاج القرآن کے عہدیداران نے اپنے قائد کا پرتپاک استقبال کیا۔ چیئرمین سپریم کونسل کے ہمراہ ناظم اعلیٰ منہاج القرآن انٹرنیشنل خرم نواز گنڈا پور، مخدوم ندیم ہاشمی، علامہ سعید احمد فاروقی، ڈاکٹر زبیر اے خان، سردار شاکر خان مزاری کے علاوہ بڑی تعداد میں تحریک منہاج القرآن کے قائدین سٹیج پر جلوہ افروز تھے۔

قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ویڈیو لنک کے ذریعے گرینڈ اوتھ سیریمنی کے شرکاء سے خطاب کیا اور اس عظیم الشان تقریب کے انعقاد پر سردار شاکر خان مزاری کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ انکی پرخلوص کاوشوں سے تحریک منہاج القرآن کو جنوبی پنجاب میں نئی روح اور اٹھان ملی ہے۔ کارکنان دین اسلام کی سربلندی اور وطن عزیز پاکستان میں مصطفوی انقلاب بپا کرنے کے لیے جدوجہد تیز تر کریں۔ تحریکی کارکن دوسروں کے لیے جینا سیکھیں۔ اس موقع پر کارکنان نے اپنے محبوب قائد سے سچی وفاداری کا عہد کیا۔

گرینڈ اوتھ سریمنی سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے جینیٹک انجینئرنگ کا حوالہ دیتے ہوئے عشق رسول ﷺ کی امت میں منتقلی کا فلسفہ سمجھایا اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی شخصیت کے منفرد پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے جنوبی پنجاب کے تمام یونین کونسل پی پی حلقہ جات اور ضلعی عہدیداران سے حلف لیا اور سب کو مبارکباد پیش کی۔

مرکزی نائب ناظم اعلیٰ سردار شاکر خان مزاری نے اپنے خطاب میں گرینڈ اوتھ سیریمنی کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ آج کی تقریب کے پیچھے تین سال کی انتھک محنت اور جدوجہد ہے۔ ہم نے جنوبی پنجاب کے 11 اضلاع کو تنظیمی طور پر 21 اضلاع میں تبدیل کر کے صوبائی حلقہ جات اور یونین کونسل کی سیکڑوں تنظیمات قائم کی ہیں۔ آج یہ ہزاروں تنظیمی عہدیدارن اپنے قائد کو حلف وفاداری دینے آئے ہیں۔ ایسا منظر جنوبی پنجاب کی دھرتی نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا۔

ضلعی صدر چودھری عبد الغفار سنبل نے خطاب استقبالیہ پیش کیا جبکہ مرکزی صدر ایم ایس ایم عرفان یوسف، زونل نائب ناظم ڈاکٹر حبیب احمد سہروردی نے بھی خطاب کیا۔ صوبائی صدر سندھ مخدوم ندیم ہاشمی نے چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین القادری سمیت تمام مہمانوں کو سندھی اجرک پہنائی۔ چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین القادری نے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی تنظیمات اور انفرادی کارکردگی پیش کرنے والے کارکنوں میں شیلڈیں تقسیم کیں۔ مرکزی نائب ناظم اعلیٰ سردار شاکر خان مزاری نے چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈا پور کو سوینئر پیش کیا جبکہ چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے سردار شاکر خان مزاری کو شیلڈ پیش کی۔

❁❁❁❁❁

مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن انٹرنیشنل میں قائدڈے تقریب

منہاج یونیورسٹی لاہور میں فاؤنڈرز ڈے کی تقریب

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
APRIL-2020
Regd CPL No.41

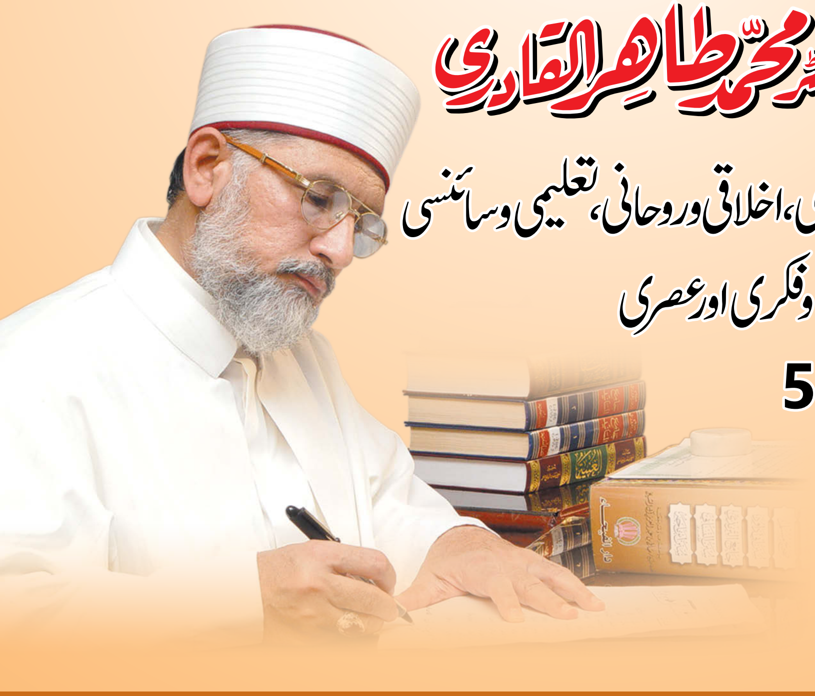

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی
فقہی و قانونی، انقلابی و فکری اور عصری
موضوعات پر 596
سے زائد کتب